جامع الکمال
فی
احوالِ الابدال
ادارہ معارف نعمانیہ لاہور

اَولیاء اللہ کے مَراتب (اَبدَال، اقطاب
اَوتاد و نُقبَاء) پر ایک مدلّل کِتاب

جَامعُ الکمال

فی

احوالِ الابدال

حضرت علّامہ محمد فیض احمد اُویسی

اِدارہ معَارفِ نعمَانیہ لاہور

﴾سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۰۴﴿

نام کتاب ——— جامع الکمال فی احوالِ ابدال

موضوع ——— اولیاء اللہ کے مراتب

تصنیف ——— حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی

صفحات ——— ۸۴

مطبع ——— اشتیاق احمد مشتاق پرنٹرز لاہور

سن اشاعت ——— منگل ۱۲ ذیقعد ۱۴۲۱ھ

مطابق ۷ فروری ۲۰۰۱ء

شرف اشاعت ——— اِدارہ معارف نعمانیہ لاہور

شائقین علم ۱۲ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کر سکتے ہیں

قیمت خرید ——— -/12 روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ معارفِ نعمانیہ

متصل جامع مسجد حنفیہ غوثیہ ۳۲۳ شادباغ، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لمن جعل وجود اولیائہ واسطۃ شاملۃ للارزاق الباطنۃ والظاہرۃ وضرائحہم وسیلۃ کاملۃ لامطار الفیضان الالٰھی بالساھرۃ بہم ترزقون وبہم تمطرون وافضل الصلوات واکمل التحیات واجل التسلیمات علیٰ من نوابہ من الاقطاب والاغواث والابدال خلفاء اللہ تعالیٰ بالرحمۃ الباھرۃ والقدرۃ القاھرۃ فکما لاتہم کمالاتہ الزاھرۃ وکراماتہم معجزاتہ الشاھرۃ وعلیٰ آلہ وعترتہ المواھرۃ واصحابہ واتباعہ الماھرۃ

امابعد! ہمارے دور میں بعض نوزائیدہ مذاہب کو ابدال اقطاب اغواث ودیگر اولیائے کرام من حیث الالقاب جیسے اوتاد ونقباء وغیرہ وغیرہ کے وجود کے منکر ہیں اور اسلامی برادری جن پر مادیات کا غلبہ ہے وہ بھی ان کی باتوں میں آجاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ اصطلاحات صرف اور اہلسنت بریلوی مسلک کی ہیں حالانکہ یہ اصطلاحی اسماء بعض تو احادیث صحیحہ میں وارد ہیں اور بعض مطالب ومعانی کے اعتبار سے ہیں لیکن ان مذاہب پر چونکہ مذہبی زد پڑتی ہے کہ ان اصطلاحات واحادیث کے تسلیم کرنے سے ان کے مذاہب کی ساکھ خراب ہوتی ہے اسی لیے

انہوں نے ان احادیث کا بھی انکار کر دیا جو اس موضوع میں صراحتہً وارد
ہیں فقیر نے یہ تصنیف ان احادیث کو مع سندات صحیحہ کے ساتھ جمع کیا
اور ساتھ ہی دلائل نقلیہ وعقلیہ کے علاوہ چند ابدال کے اسماء مع ان کے
بعض کارناموں کی نشاندہی کر کے اس کا نام رکھا۔

جامع الکمال فی احوال الابدال

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والتسلیم
علیٰ رسولہٖ الکریم وعلی آلہٖ واصحابہ وحزبہ
اجمعین وعلی اولیائہ الکاملین۔

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی
غفرلہٗ بہاولپور۔ پاکستان
غرہ شہر الصیام لیلۃ السبت
۱۴۱۷ھ مطابق

وجہ تسمیہ ابدال احادیث مذکورہ و تفاصیل مذپورہ اور اقوال مشہورہ تو یہی ہیں کہ چونکہ ابدال میں سے ایک وفات پر دوسرا مقرر کیا جاتا ہے بنا بریں انہیں ابدال کیا جاتا ہے۔

(۲) اس لیے کہ انہوں نے اخلاق سیئہ کو اخلاق حسنہ سے تبدیل کیا اور پر راضی ہو گئے یہاں تک کہ ان کے عنصریں ان کے اعمال کے زیور ہو گئے۔

حکایت! حضرت عارف مرسی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ میں استاد شاذلی قدس سرہٗ کے سامنے بیٹھا تھا ایک جماعت گذری آپ نے فرمایا یہ ابدال ہیں میں نے غور کیا تو مجھے ابدال محسوس نہ ہوتے آپ نے فرمایا کہ جس نے برائیوں کو نیکی سے بدلا وہ ابدال ہے اس سے میں سمجھا کہ یہ ابدال کا یہ ابتدائی مرتبہ ہے۔

کفایۃ المعتقدین امام یافعی رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ

انما سمی الابدال ابدالا لانہم اذا غابوا تبدل فی مکانہم صور روحانیۃ تخلفہم۔	ابدال کو اس لیے ابدال کہتے ہیں کہ جب وہ کہیں جانا چاہتے ہیں کہ اپنی مختلف صورتیں اپنے پیچھے چھوڑ جاتے ہیں جو ان کی جگہ کام کرتی ہیں۔

حکایت شیخ مفرج دمامیلی کو کسی یوم اخلاقی عرفات میں دیکھا آپ کے دوسرے مرید نے دمامیل کے ایک مقام پہ اسی دن دیکھا جب حجاج واپس لوٹے تو سب نے گواہی دی ہے کہ دمامیلی عرفات میں تھے جس نے دمامیل میں دیکھا وہ بھی گواہی دیتا ہے کہ یہاں تھے اس پر جھگڑا کھڑا ہو گیا دونوں نے اپنی عورتوں کو طلاق کی قسم کھائی

حضرت دمامیلی سے سوال ہوا تو فرمایا ان کے کسی کی عورت کو طلاق نہ ہوئی اس لیے کہ روحانی تصرف سے میرا ادھر ادھر ہونا کوئی مشکل نہیں ولی اللہ متعدد صورتیں اختیار کر سکتا ہے

(الحاوی للفتاوی ص۴۳۹)

نوٹ اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ کا رسالہ المنجلی فی تطور الولی" اور ان کے فیض سے فقیر کے دو رسالے" الانجلاء فی تطور الاولیاء اور امام موصوف کی تصنیف کا ترجمہ ولی اللہ کی پرواز محشی پڑھیئے۔

تعارف

شاعر نے ان کا تعارف اس شعر میں بیان فرمایا ہے۔

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے — جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی

دو نیم انکی ٹھوکر سے صحرا و دریا — پہاڑ ان کی ہیبت سے مانند رائی

صوفیاء کے ہاں ان افراد کی تنظیم اور روحانی سلطنتوں کے نظام کی ذمہ داری بھی ایسے ہی صاحب کمال حضرات ابدال پر عائد ہوتی ہے ہم اس نظام میں سے مناسب کا ذکر کرنا غیر موزوں محسوس نہیں کرتے اور محسوس کرتے ہیں کہ اس ابتدائی تعارف سے کتاب کے مضامین کو سمجھنے میں آسانی پیدا ہو جائے گی سب سے پہلے ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ابدال کون حضرات ہیں ان کے حدود کار میں کون کون سے امو آتے ان کے فرائض کیا ہیں اور ان کا قیام کائنات ارضی کے کن کن مقامات پر ہوتا ہے یہ کن کن ہستیوں کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں ان کا تقرر تبدیلی یا اختیارات کی حدود کیا ہیں

ابدال و دیگر اولیاء کی ذمہ داریاں اور عہدے

کائنات کے قیام اور نظام کا دارومدار

ان ہی مردانِ خدا پر ہے عبد و معبود کے درمیان کا رشتہ انہیں کی تعلیمات وہدایات پر قائم ہے امور تکوینی کے انصرام اور تصرفات کونیہ کی قدرت سے مشرف ہوتے ہیں ان کی برکات سے بارشیں برستی ہیں نباتات پر سرسبزی آتی ہے کائنات ارضی پر مختلف قسم کے حیوانات کی زندگی انہی کی نگاہ کرم کا مرہون منت ہے شہری آبادیاں تقلب احوال و تحول اقبال، سلاطین کے عروج و زوال، انقلاب زمانہ اغنیاء و مساکین کے حالات میں ردّ و بدل اصاغر و اکابر کی ترقی و تنزل جنود دعاکر کا اجتماع و انتشار بلاؤں اور وباؤں کا رفع و دفع ہونا غرضیکہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی کروڑوں طاقتوں کا مظاہرہ انہیں کے اختیار میں ہے آفتاب عالم تاب خداوند تعالیٰ کے عطا کردہ نور ان حضرات پر وارد کرتا ہے جس سے وہ بنی آدم کے نظام کی اصلاح کرتے رہتے ہیں ان حضرات کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے.

اولیاء کی قسمیں

صوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ اولیاء دو قسم ہیں ظاہرین و مستورین .

اولیائے ظاہرین

ان کے سپرد مخلوق خدا کی ہدایت . اصلاح ہوتی ہے یہ لوگ مخلوق خدا کی ہدایت اور اصلاح کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیتے ہیں اور اپنے فرائض سے کبھی غافل نہیں ہوتے وہ دشوار ترین حالات کے سامنے بھی اپنے کام میں مامور رہتے ہیں .

اولیائے مستورین

ان کے سپرد انصرام امور تکوینی ہوتا ہے یہ اغیار کی نگاہوں زنگاہ ظاہرین

سے مستور اور پوشیدہ ہوتے ہیں مگر یہ بھی صاحب خدمت ہوتے ہیں انہیں اپنے انصرامی امور کی سر انجام دہی کے سلسلہ میں اظہار کی ضرورت نہیں ہوتی انہیں اصطلاح صوفیہ میں رجال الغیب اور مردان غیب کہا جاتا ہے ان میں سے ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی اتباع میں ان کے قدم بہ قدم چل کر عالم شہادت تک رسائی حاصل کرتے ہیں اور مستوی الرحمن کا مقام پاتے ہیں وہ نہ تو پہچانے جا سکتے ہیں اور عام انسانوں میں صبح و شام مصروف

نگاہ میں برق نہیں چہرہ آفتاب نہیں
یہ بات کیا ہے؟ انہیں دیکھنے کی تاب نہیں

ان میں سے حضرات بھی ہیں جو اپنے اپنے مقامات پر متعین ہیں عالم احساس میں جس انسان کی شکل چاہیں اختیار کر سکتے ہیں لوگوں کو پردہ غیب سے پیچھے کی خبریں دیتے ہیں پوشیدہ امور سے بعض اوقات پردہ اٹھا دیتے ہیں اور پھر ان میں سے ایسے حضرات بھی ہیں جو تمام کائنات ارضی پر پھرتے ہیں لوگوں سے اپنا تعارف کراتے ہیں اور پھر آناً فاناً غیب ہو جاتے ہیں ان سے باتیں کرتے ہیں ان کی مشکلات کا حل بتلاتے ہیں ان کے مسائل کا جواب دیتے ہیں اور جنگلوں پہاڑوں صحراؤں اور سمندروں میں قیام کرتے ہیں ایسے حضرات میں سے قوی تر حضرات شہروں میں بھی قیام کرتے ہیں صفات بشری کے ساتھ صبح و شام بسر اوقات کرتے ہیں آبادیوں میں اعلیٰ مکانات میں رہائش پذیر ہوتے ہیں احباب کی شادی اور غمی میں شریک ہوتے ہیں لوگوں کو اپنے معاملات میں شریک کرتے ہیں بیمار پڑتے ہیں تو اپنے حلقۂ احباب سے عیادت کرواتے ہیں، علاج کرواتے ہیں اولاد و اسباب، احوال و املاک رکھتے ہیں لوگوں کی دشمنیوں، بدگمانیوں، ایذا رسانیوں، اور حسد و بغض کے اثرات

برداشت کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کے حسن احوال اور کمالات باطنی کو اغیار
کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھتا ہے صاحبان نظر ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں
صاحبان احوال ان کی زیارت کو آتے ہیں انہی کی شان میں ارشاد ہوتا ہے۔

اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قِبَائِیْ — میرے دوست میری قباء کے
لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ ط — نیچے ہیں میرے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا۔

اولیاء کی بارہ اقسام

رجال اللہ (مردان خدا) کو بارہ اقسام میں منقسم کیا گیا ہے۔

(۱) اقطاب (۲) غوث (۳) اماماں (۴) اوتاد
(۵) ابدال (۶) اخیار (۷) ابرار (۸) نقبا
(۹) نجبا (۱۰) عمد (۱۱) مکتومان (۱۲) مفردان

اقطاب

ہر زمانہ میں صرف ایک قطب ہوتا ہے یہ قطب سب سے بڑا ہوتا ہے اسے مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے
یہ قطب عالم، قطب کبریٰ، قطب الارشاد، قطبِ مدار، قطب الاقطاب، قطب
جہان اور جہانگیر عالم، عالم علوی اور عالم سفلی میں اسی کا تصرف ہوتا ہے اور سارا عالم
اسی کے فیض برکت سے قائم ہوتا ہے اگر قطب عالم کا وجود درمیان سے ہٹا
دیا جائے تو سارا عالم درہم برہم ہو کر رہ جائے قطب عالم براہ راست اللہ
تعالیٰ سے احکام وفیض حاصل کرتا ہے اور ان فیوض کو اپنے ماتحت اقطاب
میں تقسیم کرتا ہے وہ دنیا کے کسی بڑے شہر میں سکونت رکھتا ہے بڑی
عمر پاتا ہے نور خاصہ مصطفوی صلے اللہ علیہ وسلم کی برکات ہر سمت سے
حاصل کرتا ہے وہ اپنے ماتحت اقطاب کے تقرر، تنزل اور ترقی کے
اختیار کا مالک ہوتا ہے ولی کو معزول کرنا، ولایت کو سلب کرنا، ولی کو

مقرر کرنا اس کے درجات میں ترقی دینا اسی کے فرائض میں ہے وہ ولایت شمس پر فائز ہوتا ہے لیکن اس کے ماتحت اقطاب کو ولایت قمر میں جگہ ملتی ہے قطب عالم اللہ تعالیٰ کے اسم رحمٰن کی تجلی کا مظہر ہوتا ہے سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم مظہر خاص تجلی الولایت ہیں قطب عالم سالک بھی ہوتا ہے اور اس کا مقام ترقی پذیر ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ مقام فردانیت تک پہنچ جاتا ہے یہ مقام محبوبیت ہے رجال اللہ میں اس قطب عالم کا نام عبداللہ بھی ہے۔

اقطاب بے شمار

اقطاب کی بے شمار قسمیں ہیں یہ اقطاب تمام کے تمام قطب عالم کے ماتحت ہوتے ہیں قطب ابدال، قطب اقالیم، قطب ولایت وغیرہ وغیرہ بعض اوقات مختلف افراد کی تربیت کے لیے ایک ایک قطب کا تعین کیا جاتا ہے قطبِ زہاد، قطبِ عباد، قطبِ عرفا، قطبِ متوکلاں یہ اقطاب شہروں قصبوں گاؤں غرضیکہ جہاں جہاں انسانی معاشرہ ہے وہاں ایک قطب مقرر ہے جو اس کی محافظت اور اصلاح کا ذمہ دار ہوتا ہے وہ بستی مومنوں سے آباد ہو خواہ کافروں سے مگر قطب اپنے فرائض سر انجام دیتا رہتا ہے مومنوں کی بستیوں میں اسم ہادی کی تجلی سے کام لیا جاتا ہے اور کافروں کی پرورش یا نگرانی اسم مضل کے ماتحت ہوتی ہے

غوث! بعض صوفیہ نے غوث اور قطب ایک ہی شخصیت کو قرار دیا ہے مگر حضرت محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک قطب الاقطاب اور غوث میں بڑا فرق ہے بعض اوقات قطب اور غوث کے اوصاف ایک ہی شخصیت میں جمع ہو جاتے ہیں قطبیت کی وجہ سے قطب الاقطاب اور غوث غوثیت

کے اعتبار سے غوث العالم کہلاتا ہے۔

امامان: قطب الاقطاب کے دو وزیر ہوتے ہیں جنہیں امامان کہتے ہیں ایک قطب کے داہنے ہاتھ رہتا ہے اس کا نام عبدالملک ہے دوسرا بائیں ہاتھ بیٹھتا ہے اس کا نام عبدالرب ہے داہنے ہاتھ والا قطب مدارہ سے فیض پاتا ہے اور عالم فعلی پر فیض پہونچاتا ہے صوفیہ کرام کے نزدیک بائیں ہاتھ کا مرتبہ دائیں والے سے بلند وبالا ہے یہی وجہ ہے قطب الاقطاب کی جگہ خالی ہوتی ہے تو بائیں ہاتھ والا مقرر ہوتا ہے اور دائیں ہاتھ والا بائیں ہاتھ والے کی جگہ پر آجاتا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ عالم کون وفساد (دنیا میں) انتظام کرنا اور امن برقرار رکھنا مشکل کام ہے اسی لیے یہ وزیر زیادہ مستعد وتجربہ کار رکھا جاتا ہے اس کی نسبت عالم سفلی کے احوال زیادہ اصلاح یافتہ ہیں جہاں مشکلات کا سامنا کم ہوتا ہے

اوتاد یہ چار ہوتے ہیں اور چاروں گوشوں (مشرق، شمال) پر متعین ہوتے مغرب میں عبدالودود اور مشرق میں عبدالرحمٰن اور جنوب میں عبدالرحیم اور شمال میں عبدل قدوس نام والے ہوتے ہیں اوتاد وتد کی جمع ہے بمعنی میخ یہ قیام عالم میں اوتاد میخوں کا کام دیتے ہیں پہاڑوں کی طرح زمین میں امن برقرار رکھنے کا کام دیتے ہیں۔

علماء مفسرین الم نجعل الارض مهادا میں یہی حضرات مراد لیجاتے ہیں دیکھئے تفیر روح البیان تحت آیہ ھذا۔

ابدال موضوع کتاب ھذا یہی حضرات اسی لیے یہاں انہیں تفصیل سے عرض کیا جائے گا۔

باب اوّل دلائل قرآن واحادیث

قرآنی آیات

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ — وہ مردانِ حق جنہیں تجارت اور خرید و فروخت یادِ خداوندی سے غافل نہیں کرتی۔

فائدہ مفسرین نے اس آیت سے ابدال کے وجود کا استدلال کیا ہے یاد رہے کہ ابدال کا وجود مسعود حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر نبی آخر الزمان صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک رہا ہے اور حضور کے عہد مبارک سے لے کر ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ علیہ السلام تک رہے گا۔

ابدال کی ڈیوٹی قیام وانتظام عالم سب انہیں کے وجود با جود سے وابستہ ہے جن کے القاب مبارکہ ابدالؔ اور غوثؔ اور قطبؔ اور نقباؔ اور نجباء اور اوتادؔ اور افراد وغیرہا ہیں جیسا کہ یہ امر بہترین امت کے بہترین اشخاص تمام اہل اللہ اہل باطن وظاہر کے نزدیک متفق علیہ ہے اور جریر وعلامہ خطیب اور ابن منذر اور امام محقق جلال الدین سیوطی اور صاحب روح البیان اور حضرت شیخ اکبر محی

الدین بن عربی صاحب فصوص و فتوحات مکیہ وغیرہم نے اپنی اپنی تفاسیر میں
تحت آیت کریمہ لولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض اور
لولا رجال مؤمنون (الی قولہ تعالیٰ) لو تزیلوا لعذبنا الذین
کفروا الخ وغیرہما۔ کے تحت اس مضمون کے متعلق بہت سے احادیث و آثار
نقل کیے ہیں جن کی تفصیل آئندہ اوراق میں آئیگی (انشاء اللہ)

فائدہ مخالفین کو مذکورہ بالا امور ماننا موت کے مترادف
ہے اسی لیے سرے سے ان کے وجود کے منکر
ہیں اور وہ احادیث صحیحہ جو ان کے وجود پر دلالت کرتی ہیں انہیں سرے
سے مانتے ہیں اگر کتب احادیث میں کہیں دیکھ لیتے ہیں توضیف و موضوع
کہہ کر ٹھکرا دیتے ہیں حالانکہ وہ احادیث صحاح ستہ کی پایہ کی روایات ہیں
(آگے بحث آئیگی انشاء اللہ)

ہر دور میں ابدال وغیرہ ہر دور میں رہے اور تا قیامت رہینگے
حدیث بخاری و مسلم وغیرہ کے استاذ عبدالرزاق
نے اپنی مصنف میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لم یزل علی وجہ
الارض سبعۃ مسلمون فصاعدا فلولا ذالک ھلکت الارض
ومن علیھا (زمین پر سات یا زائد مسلمان ہمیشہ رہے ہیں اگر وہ نہ ہوں
تو زمین اور اہل زمین ہلاک ہو جائیں۔

فائدہ یہ حدیث صحیح علی شرط الشیخین ہے ابخاری و مسلم کے
پایہ کی روایت ہے۔

(۲) عن ابن عباس بسند صحیح علی شرط الشیخین ما
خلت الارض من سبعۃ یدفع اللہ بھم عن اھل

الارض رواه الامام احمد والامام المستغفری فی دلائل النبوة من جهة البخاری نحوہ ساات بزرگوں سے زمین کبھی خالی نہیں رہی اللہ تعالیٰ ان کے صدقے اہل ارض سے بلائیں ومصیبتیں ٹالتا ہے۔

فائدہ یہ حدیث بھی بخاری ومسلم کے پایہ کی ہے اور مستند محدثین نے اسے اپنی تصانیف کتب احادیث میں نقل اور روایت کی ہے۔

(۳) عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للہ عزوجل فی الخلق ثلثمائة قلوبھم علی قلب آدم علیہ السلام وللہ فی الخلق اربعون قلوبھم علی قلب موسیٰ علیہ السلام وللہ فی الخلق سبعة قلوبھم علی قلب ابراھیم علیہ السلام وللہ فی الخلق ثلثة قلوبھم علی قلب میکائیل علیہ السلام وللہ فی الخلق واحد قلبہ علی قلب اسرافیل علیہ السلام فاذا مات الواحد ابدال اللہ مکانہ من الثلاثة واذا مات من الثلثة ابدل اللہ مکانہ من الخمسة واذا مات من الخمسة ابدل اللہ مکانہ من السبعة واذا مات من السبعة ابدل اللہ مکانہ من الاربعین واذا مات من الاربعین ابدل اللہ مکانہ

سن الثلاثمائة واذا مات من الاربعين

ابدل اللہ مکانہ من العامۃ فبھم

یحیی ویمیت ویمطر وینبت ویدفع البلاء

رواہ ابونعیم فی الحلیۃ وابن عساکر مرفوعاً فی تاریخہ والملا علی

القاری فی المرقاۃ شرح المشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے کہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مخلوق اللہ تعالیٰ کے تین سو

مخصوص بندے ہوتے ہیں جن کے قلوب آدم علیہ السلام کے

قلب پر ہیں اور اس کی مخلوق دیگر چالیس بندے ہوتے ہیں جن

کے قلوب موسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہیں دیگر سات اور ہوتے

ہیں جن کے قلوب ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر ہیں دیگر تین

ہوتے ہیں جن کے قلوب میکائیل علیہ السلام کے قلب پر دیگر

ایک ہوتا ہے اس کا قلب اسرافیل کے قلب پر ہوتا ہے

ان میں جب وہ ایک فوت ہوتا ہے تو اس کے بدلہ میں

ان تینوں میں ایک کو کھڑا کیا جاتا ہے جب تینوں میں کوئی ایک

فوت ہوتا ہے تو پانچوں میں سے ایک کو کھڑا کیا جاتا ہے

جب پانچوں میں ایک فوت ہوتا ہے تینوں میں سے ایک کو کھڑا

کر دیا جاتا ہے جب ساتوں میں ایک فوت ہوتا ہے تو چالیس

میں ایک کھڑا کر دیا جاتا ہے جب چالیس میں ایک فوت ہوتا

ہے تو تین سو میں سے ایک کھڑا کیا جاتا ہے جب تین سو میں ایک

فوت ہوتا ہے تو عام آدمیوں میں کسی ایک کو کھڑا کیا جاتا ہے انہی ہی

کی برکت سے مارتا جلاتا اور بارش برساتا اور کھیتیاں اگاتا اور بلائیں دفع کرتا ہے۔

مَاخلت الارض قط من سبعة بهم یسقون وبهم یدفع عنهم کما فی تهذیب التهذیب للحافظ المزیؒ درواه الطبرانی فی المعجم الاوسط مرفوعًا عن انس وغیره۔

ترجمہ: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر دور میں زمین سات ایسے بزرگوں سے خالی نہیں رہی الٰہی کی وجہ سے بارش برستی ہے اور بلائیں دفع ہوتی ہیں۔

انتباہ اہلسنت کو ان احادیث پر ایمان ہے جیسے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری احادیث پر پختہ عقیدہ ہے لیکن ظاہر بیں نگاہ ان پر اسرار ہستیوں کے کمالات واحوال کے ادراک سے ہمیشہ محروم رہی ہے مگر اہل دل تے ان رجال اللہ کے فیضان سے نہ صرف فائدہ اٹھایا بلکہ دنیا کے بادشاہوں کی تمام فتوحات ان صاحب اسرار بزرگوں کی نگاہ کی حکمرانی کے سامنے ہیچ اور بے وقار دکھائی دیں انہوں نے ہمیشہ ان کی روحانی قوتوں کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے۔

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دونیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا پہاڑ کی ان ہیبت سے مانند رائی

ان ظاہر بین گروہ کو کون سمجھائے کہ جب ایسی پر اسرار ہستیوں کا تذکرہ احادیث صحیحہ میں ہے تو پھر انکار کیوں ہاں اگر اصطلاح سے انکار ہے تو وہ ایک علیحدہ بحث لیکن سرے سے ان کے وجود کا

انکار احادیث صحیحہ کا انکار ہے اور وہ تمہارے گھاٹے کا سودا ہے۔

اصطلاحات صوفیہ :۔ ان احادیث صحیحہ اور آنے والی روایات سے صوفیہ کرام نے عوام کی سہولت کے لیے دوسری شرعی اصطلاحات کی طرح ان حضرات کو احادیث مبارکہ کے مطابق چند اصطلاحات کی طرح ان حضرات کو احادیث مبارکہ کے مطابق چند اصطلاحیں بتائی ہیں مثلاً۔

غوث :۔ وہ فرد واحد جو صرف ایک ہوتا ہے اس کا لقب غوث ہے اور وہ ان تمام باقی عہدیدار اولیاء کرام کا افسر ہوتا ہے غوث کی افسری اور حکومت کی تفصیل و تحقیق کے لیے حضور غوث اعظم جیلانی محبوب سبحانی الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے حالات کافی ہیں یہاں اس مختصر میں گنجائش نہیں چند نمونے آخر میں۔

قطب بعض صوفیہ نے غوث اور قطب ایک ہی شخصیت کو قرار دیا ہے مگر حضرت محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ کے نزدیک قطب الاقطاب اور غوث میں بڑا فرق ہے بعض اوقات قطب اور غوث کے اوصاف ایک ہی شخصیت میں جمع ہو جاتے ہیں قطبیت کی وجہ سے قطب الاقطاب اور غوث غوثیت کے اعتبار سے غوث العالم کہلاتا ہے۔

امامان قطب کے دو وزیر ہوتے ہیں ان کا نام امامان ہے اوتاد: چار ہوتے ہیں چار گوشوں (مشرق۔ مغرب، شمال جنوب) پر متعین ہوتے ہیں۔

مفردان افراد کو کہتے ہیں جو قطب عالم ترقی کرتا ہے وہ فرد ہو جاتا ہے مقام فردانیت پر پہنچ کر تصرفات سے کنارہ

کنارہ کش ہو جاتا ہے قطب مدار عرش سے تحت الثریٰ تک متصرف ہوتا ہے۔

ابدال

صوفیہ کے ہاں ان افراد کی تنظیم اور روحانی سلطنتوں کے نظام کی ذمہ داری بھی ایسے ہی صاحب کمال حضرات ابدال پر عائد ہوتی ہے ہم اس نظام میں سے چند مناصب کا ذکر کرنا غیر موزوں محسوس نہیں کرتے اور محسوس کرتے ہیں کہ اس ابتدائی تعارف سے مضامین کو سمجھنے میں آسانی پیدا ہو جائے گی سب سے پہلے ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ابدال (جن کی تفصیل زیر نظر کتاب میں ہے) کون حضرات ہیں ان کے حدود کار میں کون کون سے امور آتے ہیں ان کے فرائض کیا ہیں اور ان کا قیام کائنات ارضی کے کن کن مقامات پر ہوتا ہے یہ کن کن ہستیوں کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں ان کا تقرر تبدیلی یا اختیارات کی حدود کیا کیا ہیں یہ طویل مضمون ہے آگے چل کر احادیث مبارکہ میں

۱/	ابدال اقلیم اوّل	بر قلب ابراہیم علیہ السّلام	نام عبدالحیّ
۲/	ابدال اقلیم دوم	بر قلب موسیٰ علیہ السلام	نام عبدالعلیم
۳/	ابدال اقلیم سوم	بر قلب ہارون علیہ السلام	نام عبدالمرید
۴/	ابدال اقلیم چہارم	بر قلب ادریس علیہ السلام	نام عبدالقادر
۵/	ابدال اقلیم پنجم	بر قلب یوسف علیہ السلام	نام عبدالقاہر
۶/	ابدال اقلیم ششم	بر قلب عیسیٰ علیہ السّلام	نام عبدالسمیع
۷/	ابدال اقلیم ہفتم	بر قلب آدم علیہ السلام	نام عبدالبصیر

فائدہ مندرجہ بالا سات ابدالوں میں سے عبدالقادر اور عبدالقاہر

کو ان مقامات، ممالک اور اقوام پر مسلّط کیا جاتا ہے جہاں اللہ تعالےٰ
کا قہر نازل ہونا ہوتا ہے یہ مقہوری بنتے ہیں ان سات ابدالوں کو قطب
اقلیم بھی کہتے ہیں مندرجہ بالا ابدال کے علاوہ پانچ ابدال اور بھی ہوتے ہیں
جو یمن میں رہتے ہیں اور پورے شام پر ان کی حکومت ہوتی ہے انہیں
قطب ولایت کہتے ہیں قطب عالم کا فیض قطب اقالیم پر اور قطب اقالیم
کا فیض قطب ولایت پر، اور قطب ولایت کا فیض تمام اولیائے جہاں
پر وارد ہوتا رہتا ہے۔

علاوہ ازیں تین سو پچاس (۳۵۰) ابدال اور بھی ہوتے ہیں جن میں سے
تین سو (۳۰۰) قلب آدم علیہ السّلام پر ہیں میر سیّد محمد جعفر مکّی نے چار سو چار
(۴۰۴) تعداد بتائی ہے جو مختلف انبیاء علیہم السّلام کے مشرب پر ہوتے ہیں
اور مختلف خدمات سرانجام دیتے رہتے ہیں۔

اخیار! ابدال میں سے چالیس اخیار کہلاتے ہیں

نقباء: یہ تین سو ہیں سب کا نام علیؔ ہے

نجباء: یہ تعداد میں ستّر ہیں نام حسنؔ ہے اور مصؔر میں رہتے ہیں۔

عمد: یہ چار ہیں، محمد ان کا نام ہے زمین کے مختلف زاویوں میں کام کرتے ہیں

مکتوبان: یہ حضرات چار ہزار کی تعداد میں ہوتے ہیں ایک دوسرے کو
پہچانتے ہیں، ملتے ہیں لیکن یہ لوگ اپنے آپ کو نہیں پہچان سکتے ان پر
اپنا حال آشکار نہیں ہوتا ایسے لباس میں ہوتے ہیں کہ اغیار پہچاننے سے
عاجز ہوتے ہیں یہ اپنے مقام سے خود ناآشنا ہوتے ہیں یا یوں کہئے
کہ عالت اخفا میں ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ابدال اولیاء اللہ کے ایک
گروہ کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے وجود سے زمین کو قائم رکھتا ہے اور

وہ ستر ہیں چالیس شام میں اور تیس دوسرے مقامات میں ان میں سے جب کسی کا انتقال کا وقت قریب آتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا قائم کیا جاتا ہے (منتہی الارب) اب پڑھیے احادیث ابدال

(۵) مشکوۃ شریف میں ہے۔

احادیث ابدال

عن شریح بن عبید قال ذکر اھل الشام عند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وھو بالعراق فقالوا العنھم یا امیر المومنین قال لا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الابدال بالشام وھم اربعون رجلا کلما مات رجل منھم ابدل اللہ مکانہ رجلا یسقی بھم الغیث وینصربھم علی الاعداء ویصرف عن الشام العذاب

(رواہ احمد)

ترجمہ :- سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے اہل شام کا ذکر ہوا جب آپ عراق میں تھے بعض نے عرض کی کہ آپ اہل شام پر لعنت بھیجئے آپ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہوگا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ ابدال شام میں ہوں گے اور وہ چالیس ہیں جب ان میں سے ایک فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالے اس کے بدلہ میں ایک اور کھڑا کر دیتا ہے انہی کی برکت سے بارش ہوتی انہی کی برکت سے اعداء پر مدد ملتی ہے

اور شام سے عذاب .

عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم خیار امتی فی کل قرن خمس مائۃ - والابدال اربعون فلا الخمسمائۃ مکانہ وادخل من الاربعین مکانہ (رواہ الطبرانی)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ہر زمانہ میں پانچسو برگزیدہ شخصیات رہیں گی اور ابدال چالیس ہونگے ہر دور میں نہ ان پانچسو میں کمی آئیگی اور نہ ان چالیس میں جب ان پانچسو میں سے کوئی ایک کو مقرر فرماتا ہے .

فائدہ اسی لیے اہلسنّت کہا کرتے ہیں کہ اولیاء کرام کے دم قدم سے دنیا قائم ہے اگر نہ رہے تو قیامت قائم ہو جائے گی لیکن وہ مخفی اور پوشیدہ ہوتے ہیں مگر یہ بھی صاحبِ خدمت ہوتے ہیں انہیں اپنے انصرامی امور کی سرانجام دہی کے سلسلے میں اظہار کی ضرورت نہیں ہوتی، انہیں اصطلاحِ صوفیہ میں رجال الغیب اور مردانِ غیب کہا جاتا ہے ان میں سے ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو انبیاء علیہم السّلام کی اتباع میں قدم بہ قدم چل کر عالم شہادت تک رسائی حاصل کرتے ہیں اور مستوی الرحمٰن کا مقام پاتے ہیں وہ نہ تو پہچانے جا سکتے ہیں اور نہ ہی ان کے اوصاف بیان کیے جاتے ہیں حالانکہ وہ عالم انسانی شکل میں رہتے ہیں اور عام انسانوں میں صبح و شام مصروفِ کار رہتے ہیں انہی کے بارے میں حدیثِ قدسی میں ہے۔

اَوْلِیَائِیْ تحت قبائی لا یعرفہم سوائی (روح البیان)	میرے ولی میری قدرت کی قبا میں ہیں انہیں میرے سوا کوئی نہیں جانتا
(۷) عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الابدال فی امتی ثلثون بہم تقوم الارض وبہم تمطرون وبہم تنصرون (رواہ الطبرانی نوادر الاصول ص۶۹ للحکم الترمذی)	ترجمہ! حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ میری امت میں ابدال تیس ۳۰ ہیں انہیں سے زمین قائم ہیں انہیں کی برکت سے تم پر بارش اترتی ہے انہیں کی برکت سے تمہیں مدد ملتی ہے۔

فوائد (۱) اولیاء کرام بے شمار ہیں ان کی تعداد و شمار خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ ایعلم جنود ربک الا ھو: اللہ تعالیٰ کے لشکر کو اللہ ہی جانتا ہے

(۲) اولیاء کرام کی کرامات حق ہیں یہی اہل سنّت کا مذہب ہے اس کی دلیل واقعہ مریم و واقعہ خضر اور واقعہ اصحاب کہف و واقعہ آصف بن برخیا کافی ہے مزید کتب و تصانیف اہلسنت میں دیکھئے۔

(۳) اس سے ثابت ہوا کہ اولیاء کرام دافع البلاء ہیں اور بحکم خدا تعالیٰ مدد بھی فرماتے ہیں اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ اولیاء کرام کی مدد کی درحقیقت مدد خدا ہے کیونکہ یہ حضرات عون الٰہی کے مظہر ہیں۔

عن انس بن مالک	ترجمہ! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم

قال قال رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم
البدلاء اربعون اثنان
وعشرون بالشام وثمانیۃ
عشر بالعراق کلما مات
واحد ابدل اللہ مکانہ
اٰخر فاذا جاء قبضوا
کلھم فعند ذالک تقوم
الساعۃ رواہ ابن عدی وغیرہ
ولہ طرق عن انس اخرجھا الطبرانی
والخلال وابن عساکر وابونعیم)

نے فرمایا کہ ابدال چالیس ہیں ۲۲
شام میں اور اٹھارہ عراق میں جب
ان میں ایک فوت ہوتا ہے
اللہ تعالےٰ اس کے بدلہ
میں اور کھڑا کر دیتا ہے
جب یہ تمام فوت ہوئے
تو قیامت قائم ہو جائے گی۔

(فائدہ)

شوکانی (غیر مقلد) نے مذکورہ
بالا حوالے لکھے اور اس
حدیث کی نسبت امام حافظ
جلال الدین سیوطی نے
تعقبات علی الموضوعات میں لکھا ہے ولہ ست طرق منھا
طریق فی معجم الطبرانی الاوسط حسنہ الھیثمی فی مجمع الزوائد اس حدیث
چھ طرق ہیں اور بقاعدہ علم الحدیث طرق مختلفہ سے حدیث حسن بن جاتی
ہے جو شرع میں قابل حجت ہے۔

فائدہ | ابو الاسود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابدال ستر ہیں ساٹھ شام
میں اور باقی دس تمام روئے زمین پر۔

قاعدہ | تعداد مختلف اور ڈیوٹی مختلف بوجہ احوال کے ہے یہ
اختلاف موجب خلجان نہ ہو۔

عن محمد بن عجلان قال
حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ

قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فی کل قرنٍ من امتی سابقون وهم البدلاء الصدیقون بهم یسقون وبهم یرزقون وبهم یدفع البلاء عن اهل الارض (نوادر الاصول)

وسلم نے فرمایا کہ ہر زمانے میں میری امت سے نیکی میں سبقت کرنے والے لوگ ہیں وہی صدیق (راستباز) ہیں ان کے وسیلہ سے پانی برسایا جاتا ہے اور انکے طفیل رزق دیا جاتا ہے اور ان کی برکت سے زمین والوں بلا دفع کی جاتی ہے۔

(۵) عبد الله بن محمد قال سمعت الکتانی یقول النقباء ثلثمائة والنجباء سبعون والبدلاء اربعون والاخیار سبعة والعمد فی زوایا الارض ومسکن الغوث مکة فاذا عرضت الحاجة من امر العامة ابتهل فیها النقباء النجباء ثم الابدال ثم الاخیار ثم العمد فان اجیبوا والا ابتهل الغوث فلا تتم مسالته حتی

عبد اللہ بن محمد فرماتے ہیں کہ میں نے کتانی سے سنا کہ نقباء تین سو ہیں نجباء ستر ہیں ابدال چالیس ہیں اخیار سات ہیں عمد (اوتاد) چار ہیں اور غوث ایک ہے غوث کا مسکن مکہ میں ہے اگر عوام میں کوئی حاجت پیش ہوتی ہے تو نقباء نجباء پھر ابدال پھر اخیار پھر عمد دعائیں مانگتے ہیں قبول نہ ہو تو پھر غوث دعا مانگتا ہے ان میں کسی کی دعا قبول نہ ہو تو غوث کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

یجاب دعوتہ "

(۱۰) عن انس رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلّم ان بدلاء امتی لم یدخلو الجنۃ بکثر صلاتھم وصیامھم ولکن دخلوھا بسلامۃ صدورھم وسخارۃ انفسھم ۝

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے ابدال بہشت میں کثرۃ صلوٰۃ وصیام کی وجہ سے داخل نہیں ہونگے بلکہ داخل ہونگے تو سینوں کی صفائی اور نفوس کی سخاوت کی وجہ سے۔

(۱۱) عن عبادۃ الصامت قال قال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم الابدال فی ھذہ الامۃ ثلثون مثل ابراھیم خلیل الرحمٰن کلمامات رجل ابدل اللّٰہ مکانہ رجلا احمد بسند صحیح۔!

عبادہ بن صامت سے مروی ہے حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت کے ابدال تیس ہیں خلیل الرحمٰن ابراہیم علیہ السلام کی طرح جب ان میں کوئی ایک فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ کوئی اور کھڑا کر دیتا ہے (فائدہ) یہ حدیث سنداً صحیح ہے امام احمد نے اپنی صحیح سند کے ساتھ روایت کیا۔

(فائدہ) اس حدیث شریف کی صحت کی ضمانت امام احمد کی سند کافی ہے منکرین ابدال امام احمد کی سند کو امام بخاری کی طرح مستند مانتے ہیں

لیکن میرا تجربہ ہے کہ اس سند کو بھی نہیں مانیں گے کیونکہ وہ ضد کے پکے ہیں

(۱۲) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

ان للہ عبادا یقال لھم الابدال لم یبلغوا ما بلغوا بکثرۃ الصوم والصلوٰۃ والتمتع وحسن الحلیۃ وانما بلغوا بصدق الورع وحسن النیۃ وسلامۃ الصدور والرحمۃ لجمیع المسلمین اصطفاھم اللہ بعلمہ واستخلصھم لنفسہ وھم اربعون رجلا علیٰ مثل قلب ابراھیم علیہ السلام لایموت الرجل منھم حتیٰ یکون اللہ قد انشاء من یخلفہ۔ (روح البیان پ۱۱ تحت آیۃ فمن اظلم یونس)

اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ہوتے ہیں جنہیں ابدال کہا جاتا ہے وہ اس مرتبہ پر کثرتِ صوم وصلوٰۃ یا دنیا داری اور بہترین پوشاک وغیرہ کی وجہ سے نہیں پہنچے انہوں نے اس بلند مرتبہ کو پرہیزگاری نیک سینہ کی صفائی اور مسلمانوں پر رحم دلی کی وجہ سے پایا انہیں اللہ تعالیٰ نے خود چنا ہے اور صرف اپنے لیے وہ چالیس مرد ہوتے ہیں جن کا قلب ابراہیم علیہ السلام کے مطابق ہوتا ہے ان میں سے ایک فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ اور مقرر فرما دیتا ہے فیوض الرحمٰن ص۱۲۲ پ۱۱)

علامتِ ابدال وہ بزرگ نہ کسی کو گالی دیتے ہیں اور نہ ہی کسی پر لعنت کرتے ہیں اور نہ اپنے سے

کم ایذا دیتے ہیں اور نہ ہی انہیں حقیر سمجھتے ہیں اور اپنے سے اونچے مرتبہ والوں پر حسد نہیں باتوں میں شیریں، طبیعت کے نہایت نرم اور دل کے سخی ہوتے ہیں نہ ہی ان پر متکبرین کی فرعونیت چل سکتی ہے اور نہ ہی تندو تیز ہوائیں انہیں مٹا سکتی ہیں وہ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے متعلق ہوتے ہیں ان کے دل آخرت کی طرف لگے ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہر نیکی میں سبقت کرتے ہیں یہی اللہ تعالیٰ کا گروہ ہے اور یہی لوگ کامیاب ہیں

(روض الریاحین)

اولیاء کرام کی تعریف میں مثنوی شریف میں فرمایا۔

مردہ است از خود شدہ زندہ بہ رب

زاں بود اسرار حقش در دو لب

وہ جو از خود مردہ لیکن رب کے ہاں زندہ ہوتا ہے اسی لیے اسرار ربانی اس کے دو ہونٹوں میں ہوتے ہیں۔

فائدہ ابو الطفیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابدال شام میں اور نجباء کوفہ میں ہوتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خبردار اوتاد ابنائے کوفہ سے اور ابدال اہل شام کے ہیں۔

(۲۳) عن عبادة بن الصامت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الا بدال فی امتی ثلثون رجلا بهم تقوم الارض

حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میری امت میں تیس ۳۰ ابدال ہیں ان کے سبب سے زمین قائم ہے اور

وبہم یمطرون وبہم ینصرون ثم قال العبادۃ انی ارجوان یکون الحسن منہم ۔

انہیں کی برکت وسبب سے لوگ بارش برسائے جاتے ہیں اور انہیں کی وجہ سے لوگ مدد اور فتح پاتے ہیں حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ (صحابی جلیل القدر) فرماتے ہیں کہ میں امید کرتا ہوں کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ انہیں ابدالان الٰہی سے ہیں ۔

فائدہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احادیث ابدال واتادو اقطاب وغیرہم صحابہ اور تابعین اور اتباع ومن بعدہم نے فرما دیا ہے جیسا کہ اس حدیث میں حضرت عبادہ سے ثابت ہوا

انتباہ منکرین ابدال ہر دلیل خیر القرون سے طلب کرتے ہیں تو ہم نے یہ اصطلاحات صوفیہ کے مطابق خیر القرون روایت پیش کر دی ہے اس کے باوجود کوئی نہیں مانتا تو سمجھ لو کہ اس کی قسمت خیر کے تالے بند ہیں ۔

(۱۷) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لن تخلوالارض من ثلثین مثل ابراھیم خلیل الرحمٰن بھم تقاتلون وبھم ترزقون وبھم

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین تیس ۳۰ مقبولان خدا تعالیٰ سے خالی نہ ہو گی جو خلیل اللہ ابراھیم کی طرح ہوں گے کہ انہیں کی بدولت لڑائیوں میں فتح ونصرت ملتی ہے اور انہیں کے سبب سے

تمطرون۔ روزی ملتی ہے اور انہیں کی برکت اور وجہ سے تم بارش برسائے جاتے ہو۔

(۱۱) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یزال اربعون رجلا یحفظ اللہ بھم الارض کلما ھات واحد منھم ابدلھم اللہ آخر وھم فی الارض کلھا۔

چالیس مرد ہمیشہ رہیں گے ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی زمین کی حفاظت فرمائیگا جب ان میں ایک فوت ہوگا اللہ تعالیٰ ان کے بدلے ایک اور کھڑا کرے گا اور یہ سب کے سب زمین پر ہوں گے۔

فائدہ حافظ محقق امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ نے تعقبات میں لکھا ہے ومن حدیث ابن عمر ولہ ثلث طرق فی المعجم الکبیر للطبرانی وکرامات الاولیاء للخلال والحلیۃ لابی نعیم حدیث عمر کے تین طرق ہیں معجم کبیر للطبرانی میں اور یہ حدیث خلال کی کرامات الاولیاء۔

(۱۲) عن علی بن ابی طالب قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ان الابدال کلھم یکونون بالشام لھم اربعون رجلا کلما مات منھم ابدل اللہ مکانہ اجلا بھم یسقی لغیث وینصر بھم علے الاعداء ولیصرف عن اہل الارض بھم البلاء وبتولد اہل بیت رسول اللہ

امان هذه الامة فاذا ماتو افسدت الارض
وخربت الدنیا وھو قوله تعالیٰ ولولا دفع الله
الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض (رواہ الحکیم الترمذی
فی النوادر)

پچھلے مضامین کی طرح ہے

(۱۶) عن ابی الدرداء قال ان الانبیاء اوتاد الارض فلما
انقطعت النبوۃ ابدل الله مکانھم قوما من
امة محمد صلی الله علیه وسلم یقال لھم
الابدال لم یفضلوا الناس بکثرۃ صوم ولا صلوۃ
ولا تسبیح ولکن بحسن الخلق وبصدق الورع
وحسن النیة وسلامة قلوبھم والنصیحة
لجمیع المسلمین

ترجمہ:- ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام زمین کے اوتاد
ہیں جب نبوت ختم ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے اور
لوگ کھڑے کئے امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انہیں
ابدال کہا جاتا ہے وہ لوگوں سے نماز، روزہ تسبیح وغیرہ سے بہت
نہیں رکھتے ہاں حسن خلق اور سچے تقویٰ اور حسن نیت اور سلامتی
قلوب اور اہل اسلام کی خیر جو اسی کی وجہ سے یہی حدیث روح البیان
سے ہم نے پہلے نقل کی ہے لیکن اس کے الفاظ اور مضمون میں فرق
ہے۔

انتباہ اس طرح کی روایات ابدال اور بھی ہیں ان سب کا مآل و مقصد ایک ہے۔

فقیر اب علمی بحث لکھتا ہے تاکہ منکر ابدال کا انکار ہر طرح سے مردود ہو

(۱۷) عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال البدلاء بالشام والنجباء بمصر والعصائب بالعراق والنقباء بخراسان والاوتاد بسائر الارض والخضر علیہ السلام سید القوم
(روض الرحسین)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابدال شام میں اور نجباء مصر میں اور عصائب عراق میں اور نقباء خراسان میں اور اوتاد تمام روئے زمین میں ہوتے ہیں اور خضر علیہ السلام تمام کے سردار ہیں

(۱۸) عن عطاء مرسلاً قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الابدال من الموالی ولا یبغض الموالی الا منافق
(رواہ الحاکم فی الکنی۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابدال موالی سے ہیں اور موالی سے منافق ہی بغض کرتا ہے

(۱۹) عن علی رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ان الابدال

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے ابدال شام میں ہوں گے

يكونون بالشام وهم اربعون
رجلاً كلما مات منهم رجل
ابدل الله مكانه رجلا بهم
يسقى الغيث وينصر بهم
على الاعداء ويصرف عن
اهل الارض بهم البلاء فهولاء
اهل بيت رسول الله صلے
الله عليه وآله وسلم
وامان هذه الامة فاذا
ماتوا فسدت الارض وخربت
الدنيا وهو قوله تعالیٰ ولولا
دفع الله الناس (الآية
(رواه الحكم الترمذی فی نوادر الاصول ص۲۲۳

اور وہ چالیس ہیں ان میں جب
ایک فوت ہوتا ہے تو اس کے
عوض اور مرد مقرر ہوتا ہے انہی
کی برکت سے بارش ہوتی ہے
انہی سے دشمنوں پر فتح ہوتی ہے
انہی کی وجہ اہل ارض سے بلائیں
دور ہوتی ہیں تو یہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت
ہیں یہ اسی امت کی امان ہیں جب
یہ فوت ہو جائیں گے تو زمین خراب
اور دنیا فنا ہو جائے گی آیت
ولا دفع الناس کا مصداق یہی
لوگ ہیں

حدیث ۲۰) عن يزيد بن
هارون قال الا ابدال بهم
اهل العلم وقال احمد ان
بهم يكونون

یزید بن ہارون نے فرمایا ابدال
اہل علم ہیں امام احمد نے فرمایا
اگر وہ محدثین میں سے نہیں تو
پھر اور کون ہوگا۔

(المواهب اللدنية)

۲۰) عن انس قال قال رسول
الله صلے الله عليه

حضرت انس سے مروی ہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

وآلہ وسلّم الابدال اربعون	نے فرمایا کہ ابدال چالیس مرد
رجلا واربعون امرأۃ	اور چالیس عورتیں ہوتی ہیں مرد
کلما ماتت امرأۃ ابدل	فوت ہوتا ہے تو اس کے
اللّٰہ مکانہا امرأۃ	بدلے مرد اگر عورت فوت
(رواہ الخلال فی کرامات الاولیاء	ہوتی ہے تو اس کے بدلے
والدیلمی فی مسند الفردوس)	عورت مقرر ہوتی ہے۔

(فائدہ) یہ حدیث مولانا وکیل احمد سکندرپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تصنیف وسیلہ جلیلہ ص۱۱۳ پر درج فرمائی ہے صرف اسی روایت میں ابدال عورتوں میں سے بھی ثابت ہوتے ہیں اور یہ کوئی تعجب خیز امر نہیں اس لیے کہ ولایت صرف مردوں سے خاص نہیں خواتین بھی اس عہدہ پر فائز ہوئیں اور خوب درجات پائے کہ بہت سے مردان کے مراتب کو دیکھتے رہ گئے بی بی رابعہ بصریہ وغیرہا کا حال کس سے مخفی ہے وہ بی بی جس کے گرد کعبہ طواف کرتا تھا تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف القول الجلی فی ان الکعبہ تذھب الیٰ زیارۃ الولی)

بہر حال ابدال کا وجود قرآن و احادیث مبارکہ سے روشن کی طرح ثابت ہوا بعض اذہان چونکہ اولیاء دشمنی اور صوفیہ سے بغض و عداوت سے پر ہوتے ہیں وہ اس خیال میں ہوتے ہیں کہ یہ روایات و احادیث ممکن ہے موضوع ہوں یا کم از کم ضعیف ضرور ہوں گی ان کی اس غلط خیالی کے ازالہ کے لیے فقیر توثیق و تصحیح کی بحث پیش کر رہا ہے (بیدہ الھدیہ والتوفیق)

باب نمبر ۲

احادیث ابدال کی توثیق وتصحیح

منکرین اولیاء واعدائے صوفیہ کا ہمیشہ یہی دعویٰ ہے کہ تمہیں اگر حدیث صحیح مل جائے تو ہمیں حق قبول کرنے میں کسی قسم ہچکچاہٹ نہیں فقیر ذیل میں احادیث ابدال کی تصحیح و توثیق عرض کرتا ہے۔

فائدہ

اس حدیث کے ثبوت کی تائید میں قاضی شوکانی نے بعد نقل روایات کے کہا ومن حدیث ابی الدرداء اخرجہ الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول حدیث ابو درداء کو حکیم ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نوادر الاصول میں روایت کیا۔

قاعدہ حدیث

احادیث ابدال مختلف اور طرق متعددہ منتشرہ وارد ہیں ان میں سے جو بعض حدیثوں میں کچھ ضعف ہے وہ منجبر ہو کر عند التحقیق مرتبہ صحیح یا حسن کو پہونچتی ہیں اور بعضے اسنادوں کے حسن وصحت کی محدثین ماہرین نے تصریح فرما دی ہے بلکہ متعصبین مخالفین کو بھی اقرار حسن وصحت سے ان کے چارہ نہ ملا اور چار ناچار باوجود غایت تعصب اور انکار کے ان کو اس کا قول کرنا پڑا اور وہ اقرار پر مجبور ہو گئے جیسے قاضی شوکانی کے قول سے اس کی سند گذر چکی جو پیر ہے اصحاب ظاہر یہ کا اور سخت متعصب حتیٰ کہ اس نے اپنے فوائد مجموعہ میں ثبوت ابدال کی تائید میں یہ لکھدیا فذورد ذکر الابدال ایضا من حدیث علی رضی اللہ عنہ وسندہ حسن" ومن حدیث عوف بن مالک اخرجہ الطبرانی

ومن حدیث معاذ اخرجہ عبدالرحمٰن السلمی فی کتاب سنن الصوفیۃ ومن حدیث ابی الدرداء اخرجہ الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول ومن حدیث عمر بن الخطاب اخرجہ ابن عساکر فی تریخہ ومن حدیث حذیفۃ اخرجہ الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول وعن ابن عباس رضؓ موقوفًا اخرجہ احمد فی الزہد قال القیبی فی موضوعاتہ قلت ہو صحیح وان شئت قلت متواتر انتہٰی پس مخالفین زمانہ کو اب ثبوت ابدال الٰہی میں کلام کی گنجائش اصلا نہ رہی ولنعم ماقیل ہے

والفضل ما شہدت بہ الاعداءُ — واللہ قد شہد العدوُّ بفضلہ

ہمنے دشمن کا گھر جلانے کو — سنگ در سے تیرے نکالی آگ

ترجمہ: احادیث ابدال میں سے ایک روایت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے وارد ہے اور اس کی سند صحیح ہے اور ایک روایت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جسے طبرانی نے روایت کیا اور ایک حدیث ابو الدرداء سے مروی ہے اسے حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں روایت کیا اور ایک روایت حضرت عمر ابن الخطاب سے مروی ہے اسے ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں روایت کیا اور ایک روایت حذیفہ سے رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اسے حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں روایت کیا اور ایک روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما موقوفًا مروی ہے اسے امام احمد نے کتاب الزاہد میں روایت کیا اور امام قتیبی نے اپنی کتاب الموضوعات میں لکھا کہ وہ حدیث صحیح بلکہ اگر میں چاہو تو ثابت کر دکھاؤں کہ وہ حدیث صحیح متواتر ہے۔

حدیث ضعیف کے وہم کا جواب

منکرین کا ایک بہانہ یہ بھی ہے کہ حدیث ابدال ضعیف ہے

حالانکہ یہ ان کا بہانہ مجرمانہ ہے اس کے باوجود بقول محدثین حدیث ضعیف فضائل اعمال اور مناقب رجال میں باتفاق محدثین و فقہا تمام اہل سنت کے نزدیک قابل حجت اور مسلک ہے اور یہ احادیث غوث و قطب و ابدال و اوتاد و نقیب و نجیب وغیرہم کے ثبوت میں تو صحیح اور حسن حفاظ حدیث کی تصریح سے موجود ہیں بلکہ یقیناً متواتر معنوی ہیں اور یہ تواتر معنوی ان مقبولان خدا کے ثبوت میں مع قطع نظر تصریحات ارباب الباطن والحقائق واصحاب الکشف والشہود والدقائق علمائے ظاہر محدثین معتمدین معتبرین بلکہ مخالفین کی شہادت سے مل کر بداہت کے مرتبہ کو پہنچ گیا ہے جس کا انکار محض ضد یا جہالت ہے میں نے اس جگہ صرف چند احادیث لکھیں اور بعض روایات کے حوالہ جات بنظر غایت اختصار لکھے اور نہ اس باب میں ہمارے یہاں کے محققین کی تالیفات و تصنیفات بے شمار ہیں ان میں منکرین ابدال و اولیاء اور مخالفین تصوف کی وہ دھجیاں اڑائی ہیں کہ حشر تک انہیں نہ بھولیں گے اور ان کی دھجیاں اڑانے والے بھی بریلی کے علماء فضلاء نہیں بلکہ ان کے وہ اکابر و اسلاف ہیں جنہیں مخالفین اپنا مقتدا و پیشوا مانتے ہیں اور اہلسنت کی تردید کے وقت انہی کے حوالے لکھتے ہیں اور اپنے مذہب کی کچی دیوار انہی حضرات کے سہارے پر کھڑی کرتے ہیں

(۲) شارح مشکوۃ صاحب مرقات و دیگر تصانیف کثیرہ حضرت علامہ ملا علی القاری رحمۃ اللہ موضوعات کبیر میں لکھتے ہیں۔

قلت قد وردت الاحادیث والاثار مرفوعاً و موقوفاً علی الصحابۃ الابرار والتابعین الاخیار جمعھا الحافظ السیوطی فی رسالۃ مستقلۃ سماھا الخبر الدال علی وجود القطب والاوتاد والنجباء

والابدال

ترجمہ! میں کہتا ہوں کہ ابدال وغیرہ کے متعلق احادیث موقوفاً ومرفوعاً وارد
ہیں جو صحابہ وتابعین سے مروی ہے ان سب کو امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ
نے ایک رسالہ میں جمع کر کے اس کا نام رکھا الخبر الدال علی وجود القطب والابدال
اس کے متعلق فقیر اویسی غفرلہٗ آگے چل کر عرض کریگا (انشاءاللہ)

(۳) استاد الفریقین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث ومفسر دہلوی
استاذ الہند رحمۃ اللہ علیہ بستان المحدثین ترجمۂ امام قعنبی رضی اللہ عنہٗ میں ارقام
فرماتے ہیں یکبار از بصرہ بمدینہ منورہ آمد وامام مالک را خبر قدوم او رسانید
ند امام رح یاران خود را فرمود کہ برخیزید تا نزدہ بہترین اہل زمین بردیم وبروے
سلام کنیم وہر گاہ بطواف خانہ کعبہ زادہا اللہ تعظیماً وشرفاً مشغول می شد میگفتند
کہ ہیچکس افضل از قعنبی رح طواف ایں خانہ متبرکہ نمیکند داو رحمہ اللہ نیز
مستجاب الدعوات بود واکثر اہل زمن او را از ابدال دانستند وبزرگی وصلاح
او مجمع علیہ اہل عصر او بودہ ووفات او در مکہ معظمہ ششم محرم ۲۲۱ھ ہجری
واقع است

ترجمہ! امام قعنبی رحمۃ اللہ ایک بار بصرہ سے مدینہ شریف میں تشریف لائے
لوگوں نے امام مالک رضی اللہ عنہ کو ان کی آمد کی اطلاع دی آپ نے اپنے
شاگردوں کو فرمایا چلو اس کی زیارت کریں جو اس وقت روئے زمین میں ان
سے بڑھ کر کوئی نہیں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلے عرض کریں۔
جب وہ مکہ معظمہ کا طواف کر رہے تھے لوگ کہتے اس وقت کعبہ کا طواف
وہ شخصیت کر رہی ہے کہ
اس سے بڑھ کر افضل اور کوئی نہیں یعنی امام قعنبی رحمۃ اللہ۔

امام قعنبی مستجاب الدعوات تھے اکثر لوگ انہیں ابدال سمجھتے ان کے زمانہ میں ان کی بزرگی اور ولایت پر سب کا اتفاق تھا ان کی وفات مکہ معظمہ ۶ محرم ۲۲۱ھ میں ہوئی

فائدہ اس سے واضح ہے کہ حدیثیں مثبت ابدال دوسری صدی میں جو زمانہ ہے تابعین و تبع تابعین مشہود لہم بالخیر کا مشہور تھیں اور لفظ ابدال مستعمل اور ان کے مصداق کا وجود متحقق تھا نیز اسی بستان میں ترجمہ محمد بن اسلم میں ہے ابن خزیمہ و ابوبکر و ابوداؤد از وے شاگردی کردہ اند و از اجلۂ علما و از اولیا و ابدال وقت بود یہ تیسری صدی میں تھے اس سے وجود ابدال تیسری صدی میں ثابت ہے نیز اسی بستان میں ابن نجید نیشاپوری کے ذکر میں ہے و یکی از تا دزمین بود ایضاً سید زر وقی کے حال میں لکھتے ہیں او از ابدال سبعہ است یہ بزرگ آٹھویں صدی میں تھے۔

گھر کی گواہی (۴) حضرت مولانا شاہ ولی اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) صاحب نے اپنے وصیت نامہ میں ائمہ اثنا عشر کی نسبت لکھا کہ وہ اقطاب تھے اس کی شرح میں قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی تحریر فرماتے ہیں وانچہ حضرت شیخ در اثبات قطبیت ائمہ اثنا عشر نو نوشتہ ایں مضمون را حضرت امام ربانی قطب صمدانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، در شرح بیت حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نوشتہ اند بیت

افلت شموس الاولین وشمسنا ابدا علی افق العلیٰ لا تغرب

وفقیر آنرا ہم در شمشیر برہنہ نوشتہ

وہ جو شیخ نے اہلبیت ائمہ اثنا عشر کی قطبیت کے بارے میں لکھا ہے

اسی مضمون کو امام ربانی قطب صمدانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی شعر ذیل کی شرح میں لکھا پہلے لوگوں کے سورج گم ہو گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے کناروں پر ہے وہ نہیں ڈوبیگا اسے فقیر اقاضی صاحب نے بھی شمشیر برہنہ میں لکھا ہے وہ مضمون یہ ہے۔

(۵) وہابیہ ھند کا مقتداء و امام

وہابیوں اور منکرین ابدال کے پیشوا اسمعیل دہلوی نے بھی اولیاء اللہ اور ابدالان الٰہی کے واسطہ ہونے کو تصرفات کونیہ میں تسلیم کرلیا ہے جیسا کہ منصب امامت کی تنبیہہ در ذکر امامت خفیہ میں لکھتے ہیں حکیم علی الاطلاق ایشانرا واسطہ در تصرفات کونیہ میگرداند مثل نزول امطار و نمو اشجار و سر سبزی نباتات وبقائے انواع حیوانات وآبادی قری وامصار وتقلیب احوال وادوار وتحول اقبال وادبار سلاطین وانقلاب حمالات اغنیاء ومساکین و ترقی و تنزل اصاغر واکابر واجتماع و تفرق جنود وعساکر ورفع بلا و دفع وبا وامثال ذالک قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الابدال یکونون بالشام وھم اربعون رجلا کلمامات رجل ابدل اللہ مکانہ رجلاً یسقیٰ بھم الغیث وینصر بھم علی الاعداء ویصرف عن اھل الشام بھم العذاب بوساطت ایشان درامور مذکورۃ۔ الصدر بسہ وجہ متحقق می شود اوّل نزول برکت وثانی عقد ہمت وثالث ورود الہام

ترجمہ: حکیم علی الاطلاق (اللہ تعالیٰ) انہیں (ابدال) کو تصرفات کونیہ میں واسطہ (وسیلہ۔ سبب) مقرر فرماتا ہے مثلاً نزول بارش اور اشجار کا نشوونما اور نباتات کی سر سبزی اور انواع حیوانات کا بقا اور دیہاتوں اور شہروں کی آبادی اور احوال

وادوار کا تحوّل بادشاہوں کا اقبال وادبار اغنیاء مساکین کے معاملات کا انقلاب اصاغر واکابر کی ترقی و تنزل لشکروں کا اجتماع و تفرق رفع بلا و دفع وباؤ امثال وغیرہ اس کا خلاصہ یہی ہے

ابدال چالیس ہوتے ہیں ان میں بعض شام میں) جب ان میں ایک فوت ہوتا ہے دوسرا اس کے بدلے میں مقرر کیا جاتا ہے انہی کی برکت سے بارشس ہوتی ہے انہی سے دشمنوں پر فتح نصیب ہوتی ہے انہی کی وجہ سے اہل شام سے عذاب پھیرا جاتا ہے پھر لکھا کہ ان کی وجہ سے مذکورہ بالا امور تین وجوہ سے متحقق ہوتے ہیں

(۱) نزول برکت

(۲) عقد ہمت

(۳) ورود الہام

فائدہ اس عبارت سے وہ تمام امور تسلیم کر لیے جو اہلسنّت کا مؤقف ہے کہ ہے

مظہر اوصاف حق ہیں اولیاء　　　ان کی ہے امداد امداد خدا

(۶) تحقیق رفیق حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ

امام المحدثین مقدام المحققین حضرت العلامہ جلال الملۃ والدین السیوطی (رضی اللہ عنہ) اس موضوع میں سب سے بازی لے گئے مختلف تصانیف میں اثبات وجود الابدال کے علاوہ صرف اسی موضوع پر رسالہ لکھا

الخبر الدال علی وجود القطب والاوتاد والنجباء والابدال

اس رسالہ میں حمد و ثنا اور درود مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد لکھا

کہ مجھے معلوم ہوا کہ بعض لوگوں نے ابدال وغیرہ کا انکار کر دیا ہے حالانکہ سادات اولیاء میں مشہور ہے کہ ابدال وغیرہ کا وجود حق ہے اس بارہ میں احادیث و آثار وارد ہوئے ہیں منکر کی بات کا کوئی اعتبار نہیں اس لیے کہ اس میں احادیث مرفوع و موقوف موجود ہیں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مرفوعاً و موقوفاً)

سیدنا عمر سیدنا انس سیدنا حذیفہ سیدنا عبادہ بن الصامت سیدنا علی سیدنا ابن عباس سیدنا ابن عمر سیدنا عبد اللہ بن مسعود سیدنا عوف بن مالک معاذ بن جبل واثلہ بن الاسقع ابو سعید الخدری ابو ہریرہ وابو دردا وام سلمہ رضی اللہ عنہم تابعین سیدنا حسن بصری و عطاء و بکر بن خنیس آثار تابعین و من بعدہم اتنا بے شمار ہیں کہ ان کی گنتی حدود احصار سے باہر ہے۔

(الحاوی للحاوی ص ۲۴۱ ج ۲ مطبوعہ)

اس کے بعد ایک روایت کی گئی سندات مع راوی بیان فرمائیں

مثلاً ! حدیث عمر کی دو سندیں بیان کیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ، شام دشمن سے ابدال کی وجہ سے اظہار محبت فرماتے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی متعدد سندات بیان فرمائیں اسی طرح ہر صحابی جن کی روایات فقیر اویسی پہلے لکھ چکا ہے کی سندات مع رواہ تفصیل سے بیان فرمائیں اس طرح آثار کو مفصل بیان فرمایا بہ سلسلہ الحاوی للفتاوی میں جلد ثانی ص ۲۴۱ تا ص ۲۴۳ جاری رکھا۔

اس کے بعد ص ۲۴۳ سے سلسلہ حکایات اور مشہور ابدال کے قصے بیان فرمائے

حکایت | ابو عمر نصیبی فرماتے ہیں میں شام کے ایک مقام میں سنا کہ وہاں ابدال رہتا ہے میں ان سے ملا فرمایا

کہ آج میں نے ایک عجیب بات دیکھی ہے وہ یہ کہ اسی وادی اردن میں گیا ایک شیخ درخت کے نیچے نوافل پڑھتے دیکھا میرے دل نے گواہی دی کہ یہی حضرت الیاس علیہ السلام ہیں میں نے سلام عرض کیا اور پوچھا آپ کون ہیں میں الیاس نبی ہوں میں نے پوچھا اس وقت ابدال ہیں یا نہ آپ نے فرمایا ہاں ساٹھ ابدال ہیں پچاس شام میں عریش سے فرات تک کے درمیان رہتے ہیں اور تین مصیصہ میں ایک انطاکیہ میں باقی دس تمام عرب کے مختلف مقامات میں (فائدہ) اس کے بعد ایک اور الیاس علیہ السلام کے ساتھ ملنے کا بیان کیا الیاس علیہ السلام نے ان کی ڈیوٹی اور ذمہ داری بتائی فرمایا

بھم یقیم اللہ امر الدنیا	اللہ تعالیٰ انہی کی برکت سے
حتی اذا اراد ان یہلک	دنیا کے امور قائم رکھتا ہے
الدنیا اماتھم جمیعًا	جب دنیا کی فنا چاہیگا تو ابدال
(الحاوی ص ۴۳۲ ج ۲)	پر موت طاری کر دیگا ۔

حکایت! حضرت بلال خواص رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میں بنی اسرائیل کے جنگل میں تھا میرے ساتھ ایک شخص چلتا رہا میں اس کی چال سے متعجب ہو کر یقین کر لیا کہ یہ خضر علیہ السلام ہیں میں نے ان سے پوچھا تو فرمایا میں ہی خضر ہوں میں نے سوال کیا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ کا کیا مرتبہ ہے فرمایا وہ اوتاد میں سے تھیں میں نے پوچھا امام احمد حنبل رحمۃ اللہ کیا ہیں فرمایا وہ صدیق وقت ہیں میں نے عرض کی بشر حافی رحمہ اللہ کیا ہیں فرمایا ان جیسا ان کے بعد کوئی پیدا نہیں ہوا میں نے پوچھا مجھے آپکی زیارت کیونکر ہوئی فرمایا تمہاری والدہ کی برکت سے (الحاوی ص ۴۳۲ ج ۲)

حکایت وھب بن منبہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

خواب میں زیارت ہوئی میں نے عرض کی آپ کی امت کے ابدال کہاں ہیں شام کی طرف اشارہ فرمایا میں نے عرض کی کوئی عراق میں بھی ہے فرمایا ہاں محمد بن واسع احسان بن ابی سنان و مالک بن دینار جو دور حاضرہ میں ابوذر کی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں (الحاوی ص۲۴۴)

حکایت معاویہ بن یحییٰ فرماتے ہیں ایک بزرگ اہل حمص سے تھے مسجد کی طرف نکلے اس خیال پر کہ صبح ہو گئی حالانکہ ابھی رات تھی جب قبہ کے نیچے پہونچے تو کنارے پر گھینٹوں کی آواز سنی جو سواریوں کے گلے میں بجتی ہیں دیکھا تو چند سوار ایک دوسرے سے ملاقات کر کے ایک دوسرے سے حالات پوچھ رہے ہیں کہ کہاں سے آئے ایک گروہ نے کہا ہم بدیل کے جنازہ سے آرہے ہیں دوسروں نے کہا بدیل فوت ہو گیا تو اس کے بدلے میں تم نے مقرر کیا فرمایا ارطاۃ بن المنذر کو وہ بزرگ صبح کو لوگوں کو کہا کہ بدیل (خالد بن معدان) فوت ہو گیا لوگوں نے کہا ہمیں کوئی علم نہیں جب کچھ دن چڑھا تو اطلاع ملی کہ بدیل خالد بن معدان فوت ہو گیا

(فائدہ) اس کہانی سے یہ واضح ہوا کہ ابدال میں سے ایک کی وفات کے بعد دوسرا فوراً اس کی جگہ پر مقرر کیا جاتا ہے۔

فائدہ امام سیوطی رحمۃ اللہ نے ان حکایات کے علاوہ اور بھی اس رسالہ میں بہت کچھ لکھا ہے فقیر نے اپنی تصنیف ھذا میں اس سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے ان دلائل سے امام سیوطی رحمۃ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ ابدال مع اپنے تصرفات دنیا میں ہیں جب یہ نہ ہوں گے قیامت قائم ہو جائیگی رسالہ ھذا کے علاوہ

بھی امام المحدثین حافظ الحدیث وحید العصر و فرید الدہر حضرت امام سیوطی اپنے رسالہ تعقبات علی الموضوعات میں تحریر فرماتے ہیں قلت خبر الابدال صحیح فضلاً عما دون ذالک وان شئت قلت متواتر وفیہ افرد بتالیف استوعیب فیہ طرق الاحادیث الواردۃ فی ذالک والحاصل انہ ورد من حدیث عمرؓ اخرجہ ابن عساکر من طریقین وعلیؓ اخرجہ احمد والطبرانی والحاکم وغیرہم من طرق اکثر من عشرۃ بعضھا علی شرط الصحیح وانسؓ کہ ست طریق منہا طریق فی معجم الطبرانی الاوسط حسنہ الہیثمی فی مجمع الزوائد وعبادہ ابن الصامتؓ اخرجہ بسند صحیح وابن عمرؓ ولہ ست طریق فی معجم الکبیر للطبرانی وکرامات اولیاء للخلال والحلیۃ لابی نعیم وابن مسعودؓ ولہ طریقان فی المعجم الکبیر والحلیۃ وعوف بن مالکؓ اخرجہ الطبرانی بسند صحیح ومعاذ بن جبلؓ اخرجہ الدیلمی وابی سعید الخدری اخرجہ البیہقی فی الشعب وابی ہریرہؓ ولہ طرق اخری غیر التی اوردہ ابن الجوزی اخرجہ الخلال فی کرامات الاولیاء وام سلمۃ اخرجہ احمد وابو داؤد فی سننہ والحاکم والبیہقی ومن مرسل الحسن اخرجہ ابن ابی الدنیا فی کتاب الاولیا ومن مرسل شہر بن حوشب اخرجہ ابن جریر فی تفسیر واما الاثار عن الحسن البصری وقتادہ وخالد بن معدان وابی الواہریۃ وابن شوذب وعطاء وغیرہم من التابعین فمن بعدہم فکثیر جداً ومثل ذالک بالغ حد التواتر المعنوی لا محالۃ بحیث یقطع بوجود والابدال ضرورۃ

ترجمہ! حدیث ابدال صحیح بلکہ حقیقت یہ ہے کہ متواتر المعنی ہے میں نے اس موضوع پر علیحدہ رسالہ لکھا ہے اس میں نے ان احادیث کے مختلف طرق بیان کیے مثلاً یہ حدیث حضرت عمر سے دو طریق سے روی ہے (ابن عساکر) حضرت علی کی روایت دس طرق سے بھی زائد طریق سے مروی ہے ان کی بعض تو علی شرط الصحیحین ہیں حضرت انس کی روایت کے چھ طرق ہیں ہیثمی نے اسے حسن کہا

اور عبادہ بن صامت والی سند خود صحیح ہے اور حضرت ابن عمر کی روایت کے چھ طرق ہیں ابن مسعود کے دو طرق ہیں عوف بن مالک کی روایت طبرانی صحیح سند سے مروی ہے اور حضرت معاذ کی روایت دیلمی نے اور ابو سعید کی روایت امام بیہقی نے ابو ہریرہ کی روایت کے بھی متعدد طرق ہیں ان میں ایک روایت علامہ ابن الجوزی کے علاوہ ہے ام سلمہ کی روایت کو متعدد محدثین نے اپنی سند سے روایت کیا حضرت حسن بصری کی مرسل ایسے ہی حضرت عطاء کی مرسل اور بکر بن حسن کی مرسل اور شہر بن جوشب کی مرسل ایسے ہی تبع و تابعین کی مراسیل کو مستند محدثین نے روایت کیا ہے اس طریقہ سے حدیث ابدال حد تواتر تک پہونچ چکی ہے کہ جس سے قطعی الثبوت ماننے کے بغیر چارہ نہیں لیکن منکر کا علاج ہمارے پاس نہیں اس لیے کہ وہ ضدی اور ہٹ دھرم ہے اور ضد اور ہٹ دھرمی لاعلاج بیماری ہے۔

(۸) حضرت امام المفسرین مقدام المحققین امام شیخ محمد اسماعیل حقی حنفی (رضی اللہ عنہ) نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا۔

قال بعضهم الاوتاد على الحقيقة سادات الاولياء وخواص الاصفياء فانهم جبال ثابتة وبهم تثبت ارض الوجود (روح البیان ج ۱ ص ۲۹۶)	بعض نے کہا کہ اوتاد در حقیقت سادات اولیاء اور خواص اصفیا اس لیے کہ وہ جبال ثابتہ ہیں کہ ان سے ہی ارض الوجود ثابت ہے

جیسے آج اہلسنت اولیاء کرام کے مراتب کے قائل ہیں ایسے ہی پہلے سے چلا آرہا ہے چنانچہ اس کے بعد صاحب روح البیان نے لکھا۔

اوتاد و ابدال میں فرق

حضرت ابو سعید خراز قدس سرہ سے اوتاد و ابدال کے متعلق سوال ہوا کہ ان میں کون افضل ہے؟ فرمایا: اوتاد عرض کی گئی: وہ کیسے؟ فرمایا کہ ابدال، ایک سے دوسرے حال کی طرف بدلتے رہتے ہیں اور اوتاد ان تک انتہا، اور ان سے ارکان ثابت ہیں ان پر ہی خلق کا قوام (دار و مدار) ہے۔

ف: حضرت ابن عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اوتاد اہل استقامت اور اہل صدق ہیں ان کے احوال متغیر نہیں ہوتے وہ مقام تمکین میں ہوتے ہیں۔

اوتاد کی تعداد

دنیا میں کل چار اوتاد ہوتے ہیں۔

(۱) مشرق کی حفاظت کرتا ہے اس کا اسم گرامی عبد الحی ہے

(۲) مغرب کا محافظ ہے اس کا اسم گرامی عبد العلیم ہے۔

(۳) شمال کی نگرانی کرتا ہے اس کا نام عبد المرید ہے

(۴) جنوب کی حفاظت کرتا ہے اس کا نام عبد القادر ہے۔

ابدال کی ڈیوٹی

ابدال سات ہیں وہ ہفت اقلیم کے کرہ کی علواً وسفلاً حفاظت کرتے ہیں ان کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے کہ جب ان میں سے کوئی ایک فوت ہو جائے تو چہل تن میں سے ایک ابدال کی جگہ پر لایا جاتا ہے وہ چہل تن نجباء ہیں اور نجباء کی تکمیل سی صد (۳۰۰) نقباء میں سے ایک سے ہوتی ہے اور نقباء کی تکمیل صلحاء سے کی جاتی ہے ابدال ایک جگہ پر مقیم نہیں رہتے مگر وہ کمزور ہوتے ہیں علاج معالجہ کرتے ہیں کھاتے پیتے ہیں ابدال بننے سے پہلے نکاح کرتے ہیں قطب الابدال کی نظیر سہیل ستارہ ہے ایسے ہی قطب الارشاد کی نظیر جدی (ستارہ) ہے۔

ابدال زمانہ سابق کے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں حضرت عصام الدین قرنی حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا تھے ان کے وصال کے بعد حضرت ابن عطاء احمد رضی اللہ عنہ جو مکہ معظمہ و یمن کے درمیان کسی گاؤں میں رہتے تھے سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ابدال سبعہ میں سے ایک تھے اور امام شافعی اوتاد اربعہ میں سے ایک تھے۔

(روح البیان صـ ۲۹۴ / ۱۲)

تبصرہ اویسی غفرلہ صاحب روح البیان نہ صرف یہاں بلکہ متعدد مقامات پر ابدال واوتاد و دیگر اصطلاحات بیان فرماتے ہیں اہل دل حضرات ان کی تفسیر کے مطالعہ سے خوب اندازہ لگا سکتے ہیں۔

(۹) مصنف بحر المعانی (سید محمد جعفر مکی حسینی متوفی ۸۹۱ھ از عاظم خلفائے نصیر الدین محمود خلیفہ نظام الدین اولیاء ورحمۃ اللہ علیہم کہتے ہیں میں نے سب سے ملاقات کی اور ان سے انعامات حاصل کیے اور ان کے مقامات کو بھی مشاہدہ کیا۔

(اخبار الاخیار صـ ۱۳۴ مجتبائی ۱۳۰۹ھ وخزینۃ الاصفیاء صـ ۳۹۴)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں کہ یہی میر جعفر رحمۃ فرماتے ہیں کہ اے محبوب ان کے اور بھی بے شمار اشخاص ہیں جو دنیا میں دنیا والوں سے مخفی ہیں انہیں سوائے قطب کوئی نہیں جانتا (اخبار لاخیارہ)

(۱۰) امام المکاشفین مقدام الصوفیۃ الکاملین تاج العارفین سیدنا حضرت محی الدین ابن عربی جو ۱۷ رمضان ۵۶۰ھ بروز شنبہ مرسیہ میں پیدا ہوئے اور ۲۸ ربیع الاول ۶۳۸ھ بروز پنجشنبہ دمشق میں فوت ہو کر قاسیون میں دفن ہوئے

ابدال کا حال اور اپنی ملاقات کی تشریح فرماتے ہیں۔ کتاب کو طوالت سے بچانے کے لیے اسی پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ ان کی کتاب فتوحات کے اقتباسات جمع کیے جائیں تو مستقل ایک اور تصنیف تیار ہو گئی۔

نکتہ ولطیفہ ابن تیمیہ وحضرت ابن العربی محی الدین رضی اللہ عنہ واعتقادی نقیضین ہیں اسی لیے دورہ حاضرہ میں ہر دونوں کے معتقدین نقیضین متصور ہوتے ہیں جس عقیدے کو سیدنا ابن العربی اسلام بتائیں گے ابن تیمیہ نے اسے خواہ مخواہ کفر و شرک کا فتوی جاری کریگا اور ان کی روایت کردہ احادیث بلا دلیل موضوع اور ضعیف گردانیگا۔

انتباہ ابدال واوتاد واقطاب کے وجود اور ان کے تصرفات کا جملہ اہل اسلام کا اتفاق ہے صرف ابن تیمیہ اور اس کے ہمنوا منکر ہیں حق کا متلاشی ریدازہ فرمالے کہ ان کا ر ابدال پر کل قیامت میں جمہور اہل اسلام کا ساتھ بیٹھنا ہے یا ابن تیمیہ کے ساتھ

سیدنا الشیخ علی الہجویری ثم لاہور عرف داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ

سید الاولیاء سند الاصفیاء حضور داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ اپنی کتاب کشف المحجوب مطبوعہ لاہور فارسی کے ص ۱۵۸ اور اردو کے ص ۲۶۰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ میں سے اہل حل وعقد اور درگاہ حق کے سپاہی ۳۰۰ ہیں جن کو اخیار کہتے ہیں اور ۴۰ کو ابدال اور سات کو ابرار اور چار کو اوتاد اور تین کو نقبا اور ایک کو قطب اور غوث کہتے ہیں اور یہ سب ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور آپس میں اذن لینے کے لیے ایک دوسرے کے محتاج ہیں اس پر اخبار مرویہ ناطق ہیں

اسلاف صالحین کا عقیدہ

تقریباً ہر دور میں ابدال کے وجود کا عقیدہ اذہان میں راسخ ہے اسی لیے ہر زمانہ میں بعض بزرگوں نے ابدال کے تعین بھی کر دیتے تھے مثلاً مشہور ہے کہ حضرت نورالدین زنگی قدس سرہٗ بھی ابدال تھے آپ کے مزار پر دعا مستجاب ہوتی ہے۔

ابدال کی نشانی

ابن عربی حلیۃ الابدال میں فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ میں ایک رات ورد سے فارغ ہو کر گھٹنوں میں سر رکھ کر ذکر الٰہی میں مشغول تھا مجھے محسوس ہوا کہ ایک شخص نے میرا مصلا اٹھا کر اس کی جگہ چٹائی بچھا دی ہے اور کہا کہ اس پر نماز پڑھ مجھے خوف لاحق ہوا تو کہا جس کو اللہ تعالیٰ سے انس ہو وہ نہیں ڈرتا پھر کہا اتق اللہ فی کلِّ حالٍ : یعنی ہر حال میں خدا سے ڈر پھر مجھے صبر کا الہام ہوا تو میں نے کہا ابدال کس طرح ابدال بن جاتے ہیں جواب دیا چار چیزوں سے (جن کو ابو طالب مکی نے قوت القلوب میں بیان کیا ہے صمت (خاموشی) عزلت (انہائی) بھوک اور شب بیداری سے پھر وہ شخص چلا گیا اور مجھے یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ کس طرح آیا اور چلا گیا حالانکہ میرا دروازہ بند تھا ابن عربی فرماتے ہیں کہ یہ شخص ابدال ہے اور اس کا نام معاذ بن اشرس ہے رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(ف) نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے پہلے قطب حضرت ابوبکر صدیق تھے پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی پھر باتفاق جمہور حسن بصری رضی اللہ عنہم اجمعین اور بعض صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ آپ کے بعد درجہ قطبیت سب سے پہلے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عطا فرمایا گیا اور صحابہ کرام کے بعد اوّل قطب عمر بن عبد العزیز تھے جب قطب کا انتقال ہوتا ہے تو اس کے دو وزیروں سے ایک اس کا جانشین بنایا جاتا ہے جن سے ایک عالم

ملکوت کے کام کرتا ہے دوسرا عالم ملک کے اوّل دوسرے سے اعلیٰ مقام کا ہے قطب کو اس لیے قطب کہتے ہیں کہ وہ دنیا کی جہات اربعہ میں اس طرح دورہ فرماتے ہیں جیسے فلک اپنی جہات میں دورہ کرتا ہے قطب باطنی خلیفہ اور سید اہل زمان ہوتا ہے قطب چکی کی اس میخ کو بھی کہتے ہیں جس کے گرد وہ گھومتی ہے قطب کو ہر ایک شخص دیکھ اور پہچان نہیں سکتا مگر اپنی استعداد کے مطابق یہ مرتبہ بڑا ثقیل (بھاری) ہے (زرقانی) ص۲۹۶)

حکایت ابدال

(۱) حکایت ابن مثنیٰ نے امام احمد حنبل سے سوال کیا کہ آپ بشر بن حرث کے بارے میں کیا فرماتے ہیں فرمایا سات ابدالوں میں چوتھے۔

حکایت (۲) حضرت موسیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ملکوت اعلیٰ میں نظر کی تو مدین کو ساق عرش سے معلق دیکھا میں نے کہا کہ تمہارا مقام اور علوم کیا ہیں فرمایا ہمارے علوم اکہتر ۷۱ ہیں اور میرا مقام چوتھا

(فائدہ) یہ بھی ابدال کا ایک مرتبہ ہے اور اس کے علم کی یہی ہے ورنہ حضرت شاذلی فرماتے ہیں کہ ان کے علوم بحر ناپید اکنار ہیں (زرقانی) اس سے سمجھ لیجیے کہ ان کے علوم عند المخلوق ناپید کنار ہیں اس سے یہ نہ سمجھیں کہ یہ شرک ہوگیا ان کے علوم اللہ تعالیٰ کے نزدیک منتہی مخلوق کے نزدیک غیر منتہی (فافہم)

حکایت: خاتم المحدثین حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ بستان المحدثین کے ص۱۴۰ میں شیخ احمد بن زورق مغربی رحمۃ اللہ علیہ استاذ امام شمس الدین لقانی .... اور امام شہاب الدین قسطلانی شارح بخاری کی بڑی تعریف و اوصاف لکھی کہ وہ ابدال سبع (سات ابدال) اور محققین صوفیہ میں سے ہیں شریعت وحقیقت کے جامع آپ کے شاگرد فخر یہ کہتے کہ ہم ایسے جلیل القدر عالم عارف کے

شاگرد ہیں۔

لکھا کہ (احمد زروق) بالجملہ مردے جلیل القدر ست

کہ مرتبہ کمال او فوق الذکر ست

(ترجمہ) احمد زروق ایک جلیل القدر بزرگ ہے ان کا مرتبہ ذکر سے خارج ہے۔

آپ کا ایک قصیدہ جیلانیہ ہے جس کے دو بیت یہ ہیں۔

اَنَا لِمُرِیْدِیْ جَامِعٌ لِشَتَاتِہٖ ۔۔۔ اِذَا مَا سَطَا جَوْرُ الزَّمَانِ بِنَکْبَتِہٖ

میں اپنے مرید کی پریشانیوں میں جمعیت بخشنے والا ہوں

جب ستم زمانہ اپنے نحوست سے اس پر تعدی کرے

سیدنا داتا گنج بخش ہجویری ثم لاہوری قدس سرہٗ

آپ پنجاب کے رجال غیب سے ہیں آپ اپنے پیر و مرشد کے حکم سے غزنی سے خواجہ حسین زنجانی قطب لاہور کے قائم مقام ہو کر تشریف لائے حضرت زنجانی اس وقت زندہ تھے آپ کی تشریف آوری کی رات ان کا انتقال ہو گیا اور صبح ان کے جنازہ میں شامل ہوئے قیام لاہور میں آپ نے ایک مسجد بنوائی مگر بنیا د محراب مسجد بہ نسبت دیگر مساجد مائل بجنوب تھی علمائے وقت نے اس پر اعتراض کیا آپ خاموش رہے اور ایک روز علمائے شہر کو جمع کیا اور خود امام ہو کر اسی مسجد میں نماز پڑھائی اور بعد نماز حاضرین وقت کو فرمایا کہ دیکھو کعبۃ اللہ کس طرف ہے فی الحال حجاب سب کے درمیان سے اٹھ گیا اور کعبہ محاذی (برابر) مسجد کے نمودار ہوا کہ سب نے اچھی طرح آنکھوں سے دیکھا اور آپ کی قبر بھی موافق مسجد کے سمت دکھنی ہے شروع میں آپ کے مزار پر گنبد نہ تھا ۱۲۷۸ھ ہجری میں ایک شخص حاجی نور محمد فقیر نے تعمیر گنبد کرائی اور مسجد قدیم بھی دوبارہ بحسن سعی گلزار شاہ فقیر تعمیر ہوئی آپ کا مزار مبارک

بڑا متبرک و پُر فیض ملجائے خلق ہے اور مخلوق خدا آپ کی خاک پاک سے فوائد دینی و دنیاوی حاصل کرتی ہے چنانچہ حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتی سنجری قطب الہند و حضرت فرید الدین گنج شکر وغیرہ اولیائے کبار نے فوائد عظیم آپ کے مزار سے حاصل کیے ہیں اور مدتوں آپ کے مزار پر انوار خلوت گزیں رہے ہیں تا حال مقام خلوت خواجہ بزرگ اندرون حریم مزار و مقام چلہ حضرت فرید بیرون خانقاہ موجود ہے نقل ہے کہ جب خواجہ بزرگ معین الدین حسن بعد حصول مقاصد و عطائے خلعت قطبیت آپ کے مزار گہر بار سے رخصت ہوئے بوقت روانگی رو بروئے مرقد مقدس کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھا ع)

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

اس روز سے آپ کا نام مخدوم سخی گنج بخش مشہور ہو گیا۔

انکار المنکرین کے راز کا انکشاف

منکرین کے پاس انکار کی کوئی دلیل نہیں نہ قرآنی آیات نہ حدیث کی تصریح و اشارہ اگر ہوتا تو پیش کرتے جاؤ انہیں منظور نہیں ابن تیمیہ بلا دلیل جو کچھ کہہ دے وہی ان کے نزدیک حق ہے اس مسئلہ میں بھی یہی راز ہے اس نے اپنی تصنیف الفرقان بین اولیاء الرحمٰن و اولیاء الشیطان میں لکھا ہے کہ عدد ابدال یا نقباء یا نجبار یا اوتاد یا اقطاب کی کوئی حدیث صحیح نہیں پائی جاتی۔

(الجواب) اہل علم کو تو خوب معلوم ہے عوام سے اپیل ہے کہ کیا ہماری ہزاروں دلائل کے بالمقابل اس جملہ کی کیا وقعت ہے یہ نہ قرآن کا جملہ ہے نہ حدیث شریف کا صرف ابن تیمیہ نے کہا اور وہ بھی باصطلاح محدثین جرح مبہم ہے جس کا اعتبار نہیں۔

(جواب ۲) خود ابن تیمیہ ابدال کے مقدمہ میں لکھتا ہے "وُدِیَ فِیهِم حَدِیث"

اِنَّ الْاَبْدَالَ اَرْبَعُوْنَ رَجُلاً الخ) یعنی ان میں ایک حدیث روایت کی گئی ہے کہ ابدال چالیس ہیں اور وہ شام میں رہتے ہیں یہ حدیث لکھ کر پھر ایک اپنی مارتا ہے لیکن اسے حدیث صحیح مانتا ہے چنانچہ لکھا کہ یہ حدیث مسند میں جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے۔

ابن تیمیہ کا ڈھکوسلہ

اوپر والا جملہ لکھ کر اس کے جواب میں یہ ڈھکوسلہ مارا کہ یہ حدیث منقطع ہے ثابت نہیں یہ بات معلوم ہے کہ حضرت علی اور ان کے ساتھی صحابہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ اور ان کے ہمراہیان اہل شام سے افضل تھے تو حضرت معاویہ کے لشکری افضل الناس ٹھہرے، نہ جناب امیر کے

(الجواب۱) یہ ابن تیمیہ اور اس کی پارٹی کا اپنا نظریہ ہے کہ حدیث منقطع ناقابل حجت ہے محدثین و فقہاء کی بہت بڑی جماعت حدیث منقطع معتمد علیہ راوی ہو تو قابل حجت ہے اصول حدیث کی تمام کتب میں یہ قاعدہ موجود ہے۔

(جواب۲) ابن تیمیہ نے وجہ انقطاع کی بیان کی اور دلیل جو لکھی وہ محض لغو ہے یہ بات کہاں سے پائی جاتی ہے کہ امیر شام کے فوجی افضل تھے یا خواہ مخواہ امیر شام کے لشکر میں ابدال شریک تھے جب تک یہ امر ثابت نہ ہو حجت قائم نہیں ہو سکتی اَلْخَبَرُ الدَّالُ عَلٰی وُجُوْدِ الْقُطْبِ وَالْاَوْتَادِ وَالنُّجَبَاءِ وَالْاَبْدَالِ میں علامہ سیوطی نے مختلف طریقوں پر احادیث اور آثار سے ابدال کا وجود ثابت کیا ہے چنانچہ شریح بن عبید سے مروی ہے کہ جناب امیر رضی اللہ عنہٗ کے پاس اہل شام کا ذکر ہوا لوگوں نے کہا یا امیر المومنین ان لوگوں پر لعنت بھیجئے آپ نے کہا نہیں ہم نے رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ ابدال شام میں ہیں وہ چالیس آدمی ہیں جب ان میں کا کوئی شخص مرتا ہے دوسرا

شخص قائمقام کیا جاتا ہے انہیں کے سبب سے پانی برستا ہے دشمنوں پر فتح ہوتی ہے اہل شام پر عذاب نہیں ہوتا (الحاوی للفتاوی ص ج ۲)

(سوال) ابن جوزی کا زعم ہے کہ احادیث ابدال سب موضوع ہیں۔

(الجواب) ڈوبے کو تنکے کا سہارا.. مشہور مثال ہے اہل علم کو معلوم ہے کہ حضرت علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ احادیث صحاح کو ضعیف و موضوع کہنے میں عجلت سے کام لیتے ہیں اس کی تحقیق فقیر کی کتاب معجزہ ادالشمس میں دیکھئے

جواب (۲): حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن الجوزی سے اختلاف فرمایا اور کہا کہ خَبَرُ الْاَبْدَالِ صَحِیْحٌ ابدال کی حدیث صحیح ہے بلکہ حد تواتر معنوی کو پہونچ چکی ہے اگرچہ ذہبی بھی ابن جوزی کے ساتھ ہیں لیکن سخاوی حدیث شریف کو سب سے احسن بتاتے ہیں فقیر تفصیل سے لکھ آیا ہے کہ امام سیوطی کہتے ہیں کہ احمد وطبرانی ابن جوزی کے ساتھ ہیں کہ احمد وطبرانی اور حاکم نے دس سے زائد طریقوں سے روایت کیا ہے نیز سخاوی کہتے ہیں کہ حدیث کی تقویت اس سے ہوتی ہے جو بین الائمہ مشہور ہے کہ امام شافعی ابدال سے تھے اور کہتے ہیں۔

مَا تَغْرُبُ الشَّمْسُ یَوْمًا اِلَّا وَیَطُوْفُ بِالْبَیْتِ رَجُلٌ مِّنَ الْاَبْدَالِ وَلَا یَطْلَعُ الْفَجْرُ مِنْ لَیْلَۃٍ اِلَّا وَیَطُوْفُ بِہٖ وَاحِدٌ مِّنَ الْاَوْتَادِ وَاِذَا انْقَطَعَ ذٰلِکَ کَانَ سَبَبُ رَفْعِہٖ مِنَ الْاَرْضِ

یعنی ہر روز و شب میں ایک ابدال اور اوتا د ضرور کعبہ شریف کا طواف کرتا ہے جب سلسلہ منقطع ہوگا تو کعبہ شریف کو زمین سے اٹھا لیا جائے گا (زرقانی ص ۱۸۱ ج ۵)

تبدیل الابدال

نہ صرف ابدال وغیرہ کے تبادلے بلکہ ہر ولی کی ولایت کا عزل و نصب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس

قدس سرہ کے قبضہ و تصرف میں ہے سیدنا مہدی رضی اللہ عنہ تک یہ عہدہ آپ کے سپرد ہے جیسا کہ امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی فقیر پہلے لکھ چکا ہے۔

خود حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ولایت اور اس کے درجات میرے پاس کپڑوں کی طرح ٹنگے ہوئے ہیں جس کو جو لباس چاہتا ہوں پہنا دیتا ہوں (بہجۃ الاسرار)

نگاہ کی تاثیر

حضور جس شخص یا جس اجتماع پر نظرِ جمال باکمال سے توجہ فرماتے وہ کیسا ہی سخت طبع سنگدل کیوں نہ ہوتا خاشع خاضع مطیع اور غلام بن جاتا (تفریح الخاطر ص۵۲ مقالات الاحسان ص مصنفہ نواب صدیق حسن خاں، قلائد الجواہر ص۷ محفل نامہ گیارھویں شریف ص۲۹ مصنفہ خواجہ حسن نظامی)

امام اجل عارف باللہ حضرت ابوالحسن نور الدین علی بن جریر الحمی الشطنوفی علیہ الرحمۃ آپ کا ارشاد گرامی تحریر فرماتے ہیں۔

اَنْتُمْ بَیْنَ یَدِیْ کَالْقَوَارِیْرِ یُرٰی مَافِیْ بَوَاطِنِکُمْ وَ ظَوَاهِرِکُمْ تم سب حضرات میرے سامنے شیشے کی بوتل کی طرح ہو جن کے ظاہر اور باطن میں سب کچھ نظر آتا ہے۔

(بہجۃ الاسرار ص۲۴ مطبوعہ مصر، سفینۃ الاولیاء ص۶۶ تفریح الخاطر ص۲۸)

بدلتی ہزاروں کی تقدیر

ایک دن حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ کریم کی طرف سے سات سو مرد اور سات سو عورتوں کو واصل باللہ کرنے کا حکم ہوا تو آپ نے ایک طرف مردوں کو اور دوسری طرف عورتوں کو جمع کر کے نگاہِ ولایت سے ان کے دلوں کو خاص

سونا بنا کر واصل باللہ فرمایا (تفریح الخاطر ص۲۹)

نہ کتابوں سے نہ کالج کے ہے در سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

چور بن گئے ابدال

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ سے حاضری دے کر ننگے پاؤں بغداد شریف کی طرف آرہے تھے کہ راستہ میں ایک چور کھڑا کسی مسافر کا انتظار کر رہا تھا تاکہ اس کو لوٹ لے آپ جب اس کے قریب پہنچے تو پوچھا تم کون ہو اس نے جواب دیا کہ بدو (دیہاتی) ہوں

فَكُشِفَ لَهُ الْغَوْثُ اِنَّ اِسْمُهُ مَكْتُوْبٌ بِسَوَادِ الْمَعْصِيَةِ آپ نے کشف کے ذریعے اس کی معصیت اور بدکرداری کو لکھا ہوا دیکھا اس چور کے دل میں خیال آیا شاید غوث اعظم ہیں آپ کو اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہونے کا علم ہو گیا اور فرمایا میں عبدالقادر ہوں۔

فَوَقَعَ السَّارِقُ فِى الْحَالِ عَلٰى قَدَمِهِ الْمُبَارَكَةِ بِلَا مُحَالٍ وَجَرٰى عَلٰى لِسَانِهِ يَا سَيِّدِىْ عَبْدِ الْقَادِرِ شَيْئًا لِلّٰهِ: تو وہ چور سنتے ہی فوراً آپ کے مبارک قدموں پر گر پڑا اور اس کی زبان پر یا سیدی عبدالقادر شیئاً للہ! جاری ہو گیا آپ کو اس کی حالت پر رحم آگیا۔

وَتَوَجَّهَ اِلَى اللّٰهِ لِاِصْلَاحِ بَالِهِ اور اس کی اصلاح کے لئے بارگاہ الٰہی میں متوجہ ہوئے تو غیب سے آواز آئی۔

يَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ دُلَّ السَّارِقَ عَلٰى طَرِيْقِ الصَّوَابِ وَاَرْشِدْهُ اِلٰى هِدَايَةِ الْاَحْبَابِ وَاجْعَلْهُ قُطْبًا

مِنَ الْاَقْطَابِ فَصَارَ السَّارِقُ قُطْبًا بِنَظْرِہٖ بِلَا ارْتِیَاجٍ

اے غوث اعظم! اس چور کو سیدھا راستہ دکھا دو اور ہدایت کی طرف رہنمائی فرماتے ہوئے اسے قطب بنا دو چنانچہ آپ کی ایک نگاہِ فیض رساں سے وہ قطب کے درجہ پر فائز ہو گیا۔

(تفریح الخاطر ص۴۲)

عجب شان یا غوث تیری جلی ہے تیری نظر سے چور بنتا ولی ہے

ایک اور چور ابدال بن گیا

شیخ محمد بن قائدؒ بیان کرتے ہیں کہ شیخ الاجل حضرت ابو الفتوح حضرت غوث پاک کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا حضرت! احمد ابدال عطسی کا آج انتقال ہو گیا ہے ان کی جگہ کسی دوسرے بزرگ کو مقرر فرمایئے آپ نے فرمایا اچھا جدید تقرر کیا جائے گا اتفاقاً اسی شب کو ایک چور بغرض سرقہ حضور کے دولت خانہ میں آیا اور ایک حجرہ میں سے کچھ برتن چرانے کا ارادہ کیا۔ جس وقت اس نے برتنوں کو ہاتھ لگایا اسی وقت اس کی بینائی جاتی رہی اس گھبراہٹ میں وہ حجرہ سے باہر نکل آیا حضور نے اس کو دیکھ لیا اور ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اے شخص! تو کون ہے اور یہاں کیوں آیا ہے؟ اس نے سچ سچ سارا حال کہہ دیا اور کہا کہ میں قبیلہ بنی اشرف سے ہوں نام میرا سلیمان ہے مفلوک الحال کے سبب اس پیشہ کو کرتا ہوں۔

حضور کو اس کی حالت پر رحم آیا اپنا لب مبارک اس کی آنکھوں پر لگایا جس سے اس کو بینائی حاصل ہو گئی پھر اس سے توبہ کرائی اور اپنی خانقاہ میں اس کو ٹھہرایا تزکیہ قلب و تصفیہ روح کے طریقے بتلائے اور منازل سلوک طے کرا کر احمد عطسی کی جگہ ابدالیت" کے درجہ پر مقرر فرمایا (بہجۃ الاسرار)

پہلے چور پھر ابدال

شاہ ابوالمعالی علیہ الرحمتہ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت شیخ داؤد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ چونکہ ہمارے پیر جہانگیر (حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کے درِ دولت پر سب لوگ آتے تھے اور تمام اہل دولت وصاحبِ ثروت اس بارگاہ کے خادم تھے اس لیے چور نے خیال کیا کہ ضرور ایسے جاہ وجلال والے بڑے مالدار ہوں گے۔

آں راکہ چنیں جاہ وحشم روئے نمود

درخانہ او تودۂ زرِ خواہد بود!

اور ارادہ کیا کہ ان کے گھر میں گھس جاؤں اور اپنی دلی مراد پاؤں جب گھر کے اندر داخل ہوا تو کچھ بھی نہ پایا اور اندھا ہو گیا

خفاش کہ درخانہ خورشید رود!

روشن کہ چنیں بے بصر و کور شود

آنجناب پر اس سیاہ بے نور کا حال روشن تھا خیال فرمایا کہ یہ بات مروت سے بعید ہے کہ ہمارے گھر میں کامیابی کی خواہش سے آکر ناکامیاب چلا جاوے ۔

از فتوحات واز جنس مہیں

کور شد چیزے تواں دادن باین

آپ ابھی اس خیال میں تھے کہ حضرت خضر علیہ السّلام آئے اور عرض کی کہ اے عالی ممالک کے والی! ایک ابدال اس وقت قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا ہے جس کے لیے آپ حکم دیں اس جگہ مقرر کیا جائے آنحضرت نے فرمایا ایک شکستہ دل شخص ہمارے گھر میں پڑا ہے جاؤ اس کو لے آؤ تاکہ اس کو بلند مرتبہ پر مقرر کریں حضرت خضر علیہ السّلام گئے اور اس شخص کو آپ کے حضور میں پیش کیا جس کو

آپ نے ایک ہی نگاہِ لطف سے ابدال بنا دیا۔

(تحفہ قادریہ صـ۲۱۹ خزینۃ الاصفیاء فارسی صـ۹۷ مطبوعہ لکھنؤ)

(فائدہ) شاہ ابو المعانی علیہ الرحمۃ بہ واقعہ تحریر فرما کر قادریوں کو اس طرح بشارت دیتے ہیں۔

اے قادری دربار کے فقیر تو بھی خوش ہو کہ جب آنحضرت نے ایک ایسے شخص کو جو بری نیت سے آپ کی طرف آیا تھا اپنی دولت سے محروم نہیں رکھا تو تو کب آپ کی دولت سے محروم رہ سکتا ہے جب کہ صدق و صفا سے اس درگاہ میں آوے

چو دزد جانبش آید ز راہ بے راہی

بدولتِ کرمش عارفِ جہاں باشد

کسے کہ بر درش آید ز راہ صدق و صفا　　بریں قیاس بکن حال او چساں باشد

چور ابدال بن گیا	حضرت غوث پاک گھر میں چور آیا اور حضرت کی کملی اٹھائی فوراً اندھا ہو گیا کملی اسی وقت رکھدی اچھا ہو گیا دیکھنے

لگا پھر کملی اٹھائی تو پھر اندھا ہو گیا اسی طرح تین بار ہوا چوتھی بار کملی رکھ بھی دی پھر بھی روشنی نہ آئی اندھا ہی رہا اسی مقام پر بیٹھا رہا حضرت کو اس کا سب حال معلوم ہوتا رہا آپ تمام شب نوافل میں مشغول رہے جب صبح ہوئی نماز سے فارغ ہوئے حضرت خضر آپ کی خدمت میں تشریف لائے اور کہا کہ فلاں شہر کے ابدال نے انتقال کیا ہے آپ جس کو فرمائیے اس کی جگہ پر مقرر کیا جائے آپ نے فرمایا کہ شب کو ہمارے گھر میں ایک مہمان آئے ہیں ان کو لاؤ وہی چور اندھا حاضر کیا گیا آپ نے ایک توجہ دیدی اسی وقت آنکھیں کھل گئیں اور ابدال کا مرتبہ حاصل کیا گیا فرمایا ان کو لیجاؤ ان کی جگہ پر مقرر کر دو

نہاوند کا سفر

شیخ ابوالحسن بغدادی فرماتے ہیں کہ میں سیدی عبدالقادر کے پاس مدرسہ بغدادیہ میں پڑھتا تھا اکثر رات بیدار رہتا کہ آپ کو کوئی ضرورت ہو تو میں کام آسکوں ایک رات آپ اپنے گھر سے باہر نکلے میں نے پانی کا کوزہ پیش کیا آپ نے لیا اور مدرسہ کے دروازے پر پہونچے تو وہ خود کھل گیا جب آپ باہر تشریف لیگئے میں بھی پیچھے ہولیا میرا خیال تھا کہ آپ کو میرا علم نہ ہو۔ جب آپ کے شہر کے دروازہ پر پہنچے تو دروازہ خود بخود کھل گیا ہم تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ ایک شہر دکھائی دیا یہ شہر میرے لیے تو نیا تھا ہم ایک مکان میں پہنچے جس کے صحن میں چھ آدمی بیٹھے تھے انہوں نے آپ کو دیکھتے ہی سلام کیا میں ایک ستون کی اوٹ میں کھڑا ہو گیا تھوڑی دیر بعد گھر سے رونے کی آواز آئی جو تھوڑی دیر کے بعد بند ہو گئی اسی اثناء میں ایک شخص بڑی مونچھوں والا آپ کی طرف بڑھا اور ایک آدمی کو کندھے پر اٹھائے باہر لایا ایک اور شخص بڑی بڑی مونچھوں والا باہر سے آکر آپ کے سامنے دوزانوں ہو گیا آپ نے اسے کلمہ پڑھایا اور بال ترشوا دیئے اسے خرقہ پہنا کر محمد نام رکھا اور فرمایا میں نے حکم دیا ہے کہ یہ میت کا بدل قرار پائے اس نے کہا بسر وچشم پھر آپ اٹھے اور نکل کر واپس چلے تو میں بھی آپ کے ساتھ ہولیا تھوڑی ہی دیر میں ہم بغداد کے دروازہ پر پہنچ گئے میں اپنے مدرسہ میں آگیا آپ اپنے گھر چلے گئے دوسرے دن جب میں حلقہ درس میں بیٹھا تو آپ کی ہیبت سے میں پڑھ نہ سکتا تھا آپ نے مجھے فرمایا بیٹے خوف نہ کرو اور پڑھو! میں نے آپ کو قسم دیکر رات کے واقعہ کی تفصیل دریافت کی تو آپ نے فرمایا جس شہر میں تم پہنچے تھے اس کا نام نہاوند تھا وہ چھ ابدال تھے اور رونے والا ساتواں ابدال تھا جب اس کی وفات کا وقت آیا تو میرا وہاں جانا ضروری تھا اور وہ شخص جو کندھے پر اٹھائے ایک شخص کو لایا وہ

حضرت خضر تھے تاکہ آپ اسے دفن کر سکیں مگر جس شخص کو میں نے کلمہ پڑھایا وہ
قسطنطنیہ کا ایک نصرانی تھا میں نے حکم دیا کہ اس مردہ شخص کا بدل یہ قرار پائے
گا میرے ہاتھ پر اس نے توبہ کی اور اسلام لایا اب وہ بھی ان کے ساتھ رہے
تم عہد کرو کہ یہ واقعہ میری زندگی میں کسی کو نہ سناؤ گے۔

(الحاوی للفتاوی للسیوطی ص۲ج۲ اور نزہتہ الخاطر للقاری)

وجود الابدال میں سیدنا آدم الی الحال

ابدال (اولیاء) آدم علیہ السلام سے شروع ہوئے
اور تا قیامت قائم و دائم رہیں گے احادیث مبارکہ کے حوالہ جات سے سابق بحث
میں قارئین پڑھ چکے بطور نمونہ قرآن مجید سے اس کا ثبوت عرض کیا جاتا ہے

آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ

سیدنا سلیمان علیہ السلام کے زمانہ کے ولی اللہ اور آپ کے وزیر اور
خادم درگاہ تھے اللہ تعالیٰ نے کا تفصیلی واقعہ قرآن مجید میں بیان فرمایا اور ساتھ
ہی ان کے تصرف کا صراحتہً ذکر فرمایا تاکہ اہل ایمان کو شان ولایت پر بھی ایمان
ہو ورنہ قصہ تخت بلقیس کی کیا ضرورت تھی اور وہ کام جو سلیمان علیہ السلام خود
کر سکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آصف سے کرایا تاکہ اہل ایمان کو نبوت کے ساتھ ولایت
پر عقیدہ ہو

بلقیس کا عقیدہ

قرآن مجید کی سورہ نمل میں ہے کہ بلقیس شہر سبا کی
رانی تھی حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو خط
لکھا کہ تم اپنے درباریوں کے ساتھ مسلمان ہو کر میرے دربار میں حاضر ہو جاؤ
اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے دربار میں بیٹھ کر ارشاد
فرمایا قَالَ یٰاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ

مُسْلِمِیْنَ اے درباریو! تم میں کون ایسا ہے کہ بلقیس اور اس کے درباریوں کے مسلمان ہو کر یہاں آنے سے پہلے ہی بلقیس کا تخت میرے پاس لے آئے۔

قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ ط) ایک بڑا سرکش جن بولا کہ میں وہ تخت آپ کے پاس آپ کا اجلاس برخواست ہونے سے پہلے ہی حاضر کر دوں گا اور آپ یقین فرمائیے کہ مجھے اس کی قوت ہے اور میں نہایت امانت دار ہوں جن کی بات سن کر حضرت سلیمان علیہ السّلام نے فرمایا کہ میں اس سے بھی جلد اس تخت کو لانے کی خواہش رکھتا ہوں اس وقت دربار میں حضرت آصف بن برخیا بھی حاضر تھے یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر تھے اور بہت ہی صاحب کرامت ولی بھی تھے انہوں نے کہا قرآن مجید کا ارشاد ہے قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ط! انہوں نے عرض کیا جنہیں کتاب الٰہی کا علم تھا کہ میں اس تخت کو ایک پلک مارنے سے پہلے ہی حاضر کر دوں گا چنانچہ حضرت آصف بن برخیا نے ہاتھ بڑھا کر ایک سکنڈ میں تختِ بلقیس کو کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں حاضر کر دیا۔

فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ لِیَبْلُوَنِیْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ ط

پھر جب حضرت سلیمان علیہ السّلام نے تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا کہ یہ میرے رب کا فضل ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو شخص شکر کرتا ہے اپنے بھلے کے لیے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بے پرواہ اور بڑا کرم والا ہے۔

فائدہ روایت ہے کہ تخت بلقیس اسّی ہاتھ لمبا چالیس ہاتھ چوڑا تھا اور سونے چاندی اور جواہرات سے مرصع و مزین تھا اور اتنا وزنی تھا کہ ایک بہت بڑی جماعت اس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ ہٹا سکتی تھی۔ مگر حضرت آصف بن برخیا نے پہلے اتنی دور سے اس تخت کو دیکھا کہ وہ کہاں ہے؟ پھر ہاتھ بڑھا کر اس کو اٹھا لائے مسلمانو! قرآن نے ہمیں بتا دیا کہ ایک ولی کی نظر کا کمال اور اس کے ہاتھوں کی قدرت و طاقت کا کیا عالم ہوتا ہے؟ یاد رکھیے کہ حضرت آصف بن برخیا نبی نہیں تھے بلکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی امت کے ولی تھے اور یہ بات اچھی طرح ذہن میں رکھیے کہ جتنی عظمت و طاقت والا نبی ہوگا اس کی امت کے اولیاء بھی اسی لحاظ سے عظمت و طاقت والے ہوں گے کیونکہ یہ مسئلہ اپنی جگہ ثابت ہے کہ ہر ولی کی کرامت درحقیقت اس کے نبی کا معجزہ ہوا کرتا ہے تو جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی امت کے ایک ولی کی کرامت کا یہ حال ہے تو پھر حضور خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی امت کے اولیاء ہزاروں میل کی دوری پر ہونے والے واقعات اور اشیاء کو دیکھ لیں سیکڑوں میل دور سے فریادیوں کی فریاد کو سن لیں اور لوگوں کی فریاد رسی فرمائیں تو اس میں کون سا تعجب کا مقام ہے تعجب کریں تو معتزلہ نہ کہ سنی اسی لیے کہ سنی کے عقائد میں شامل ہے کَرَامَۃُ الْاَوْلِیَاءِ حَقٌّ یعنی اولیاء کرام کی کرامت حق ہے یہ عقائد کا مسلمہ مسئلہ ہے لہذا اولیائے کرام کی کرامتیں برحق ہیں اس کا انکار اعلیٰ درجے کی شقاوت و محرومی اور بدترین بدمذہب ہے درحقیقت ان منکرین اولیاء کو خبر نہیں کہ بارگاہ کبریا میں اللہ والوں کی مقبولیت و محبوبیت کا کیا عالم ہے اولیائے کرام خداوند قدوس کا کتنا پیارا ہے اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔

اولیاء خدا نہیں ہوتے جلوہ حق سے جدا بھی نہیں ہوتے | مولانا رومی علیہ الرحمہ

ایک حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

آمد از حق سوئے موسیٰ ایں عتیب
کالے طلوع ماہ دیدہ تو زجیب

یعنی خدا کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کچھ تھوڑا سا عتاب ہوا اور اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام ہم نے تم کو یہ معجزہ عطا فرمایا کہ تم اپنے گریبان میں ہاتھ ڈال کر نکالتے ہو تو تمہاری ہتھیلی چاند کی طرح چمکنے لگتی ہے

مشرقت کردم ز نور ایزدی
من حقم رنجور گشتم نامدی

میں نے تمہیں اپنے نور سے جگمگایا اور میں تمہارا خدا ہوں لیکن میں بیمار ہو گیا تو تم میرے پاس نہیں آئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام خداوند قدوس کا یہ عتاب سن کر حیران رہ گئے اور جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا کہ۔

گفت سبحانا تو پاکی از زیاں
ایں چہ رمزے ہست یارب کن بیان

اے خداوند سبحان! تو حرج و مرض ہر قسم کے نقصانات سے پاک ہے اور تو یہ فرما رہا ہے کہ میں بیمار ہو گیا تو اے میرے سبحان تو کس طرح بیمار ہو سکتا ہے میں اس رمز کو نہیں سمجھ سکا الٰہی تو اس راز کو مجھ سے بیان فرما دے۔

گفت آرے بندۂ خاص گزیں
گشت رنجور آں منم نیکش ببیں

تو باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ! میرا ایک خاص برگزیدہ بندہ

بیمار ہو گیا تھا اس کی بیماری کو میں یوں کہہ رہا ہوں کہ میں بیمار ہو گیا تھا کیوں؟
اس لیے کہ۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضور اولیاء

جو شخص خدا کے ساتھ ہم نشینی کا خواستگار ہو اس کو چاہیے کہ وہ اولیاء کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی صحبت میں بیٹھے۔

انتباہ اولیاء کرام کو بارگاہ رب العزت میں کس قدر تقرب کتنی مقبولیت ومحبوبیت ہے کہ خداوند سبوح وقدوس ان کی بیماری کو اپنی بیماری ان کی خدمت کو اپنی خدمت ان کی ہم نشینی کو اپنی ہم نشینی فرما رہا ہے۔

فائدہ مولانا رومی قدس سرہٗ کی روایت کی تائید صحاح کی اس روایت کی تائید صحاح کی اس روایت سے ہوتی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں سے یوں فرمائے گا کہ یا ابنَ آدمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِی اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہو گیا تھا تو تو میری بیمار پرسی کے لیے نہیں آیا؟ قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ اَعُوْدُکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ ط بندہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار! تو کیسے بیمار ہوتا اور میں کیسے تیری بیمار پرسی کے لیے آتا جب کہ تو سارے جہاں کا پالنے والا ہے قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِیْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْہُ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے ابن آدم! کیا تجھے نہیں معلوم؟ کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہو گیا تھا لیکن تو اس کی عیادت کے لیے نہیں آیا۔ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْ عُدْتَّہٗ لَوَجَدْتَّنِیْ عِنْدَہٗ کیا تجھے علم نہیں کہ اگر تو اس بندے

بیمار پرسی کے لیے آتا تو اس بندے کے پاس تو مجھے یعنی میری رضا کو پالیتا یا ابن آدم استطعمتك فلم تطعمني اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا مگر تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا؟

قال یا رب کیف اطعمك وانت رب العالمین بندہ کہے گا اے میرے پروردگار! میں کس طرح تجھ کو کھانا کھلاتا جب کہ تو رب العالمین ہے قال اما علمت انه استطعمك عبدی فلان فلم تطعمه باری تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا تجھ کو یہ علم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا اما علمت لو انك اطعمته لوجدت ذلك عندی کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو میرے اس بندے کو طعام کھلاتا تو تو مجھے وہاں پاتا یعنی ولی خدا نہیں بن جاتا لیکن اللہ تعالیٰ کا اتنا قرب حاصل کر لیتا ہے کہ اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ اپنا معاملہ بناتا ہے یہاں تک کہ اس کے گستاخ کا انجام برباد فرماتا ہے ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

شیخ صنعان کا انجام

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے جب اپنے وعظ کی مجلس میں یہ اعلان فرمایا کہ الا ان قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ ط یعنی سنو میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے تو تین سو تیرہ صاحبان حال اور اولیاء کرام نے اپنا اپنا سر جھکا کر ادب سے عرض کیا کہ بل علی الراس والعین ،، یعنی اے محبوب سبحانی! آپ کا قدم ہمارے گردنوں ہی پر نہیں بلکہ آپ کا قدم تو ہمارے سروں اور آنکھوں پر ہے (بہجۃ الاسرار) مگر ایک بزرگ حضرت شیخ صنعانی علیہ الرحمہ جو سیکڑوں میل دور تھے انہیں غیرت آگئی اور انہوں نے اکڑ کر فرمایا کہ اے عبدالقادر جیلانی تمہارا قدم میری گردن پر نہیں ہے۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے سیکڑوں میل کی دوری سے شیخ صنعانی کی آواز کو سن لیا اور ان کو دیکھ کر پہچان بھی لیا پھر آپ پر غوثیت کا جلال طاری ہوا آپ نے فرمایا علیٰ رقبتہ رجل الخنزیر یعنی شیخ صنعانی کی آواز کو سن لیا اور ان کو دیکھ کر پہچان بھی لیا پھر آپ پر غوثیت کا جلال طاری ہوا آپ نے فرمایا یعنی شیخ صنعانی کی گردن پر خنزیر کا قدم ہو گا حضرت غوثیت مآب کے فرمان کا یہ اثر ہوا کہ شیخ صنعانی اپنے چار سو مریدوں کو ہمراہ لے کر حج کے لیے جا رہے تھے مگر راستے میں ایک عیسائی کی لڑکی پر عاشق ہو گئے اور نکاح کا پیغام دے دیا عیسائیوں نے کہا کہ ہماری قوم کا رواج ہے کہ ہونے والا دولہا چند دنوں اپنی سسرال کی خنزیریں چرایا کرتا ہے شیخ صنعانی خنزیر چرانے لگے اور خنزیر کا چھوٹا بچہ جو چل نہیں سکتا تھا کندھے پر اٹھایا تمام مریدین برگشتہ ہو کر چلے گئے مگر دو مخلص مریدوں نے ساتھ نہیں چھوڑا اور کہا کہ ہمارا شیخ اس وقت عتاب میں پڑ گیا ہے جب اچھی حالت میں ہم نے شیخ کا ساتھ نہیں چھوڑا تو اس حالت میں ہم شیخ کو نہیں چھوڑ سکتے شیخ صنعانی کو عیسائیوں نے گرجا گھر میں نکاح کے لیے بلایا اور وہ ایک ہاتھ میں شراب کا پیالہ اور دوسرے ہاتھ میں خنزیر کا گوشت کا برتن لیکر چلے اس حالت میں آپ کے ان دو مریدوں نے حضرت غوث اعظم کی درگاہ میں استغاثہ و فریاد کیا حضرت غوث اعظم کو رحم آگیا اور آپ نے شیخ صنعانی کے قلب پر ایسا تصرف فرمایا کہ ناگہاں ان کا دل بدل گیا اور انہوں نے خنزیر کا گوشت اور شراب کا پیالہ پھینک دیا اور توبہ و استغفار کر کے کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے لوٹ آئے اور دونوں مریدوں کو حکم دیا کہ مجھے فوراً بغداد شریف لے چلو چنانچہ پاپیادہ بغداد شریف روانہ ہو گئے اور مریدوں سے فرمایا کہ میں بارگاہ غوثیت کا مجرم ہوں تم لوگ میرا چہرہ سیاہ

شیخ صنعانی کے اسکا واقعہ

کر کے اور میرے ہاتھ پاؤں میں رسی باندھ کر بارگاہ غوث میں لے چلو تاکہ وہ میرے حال پر رحم فرما کر مجھے معاف کر دیں چنانچہ مریدوں نے حکم کی تعمیل کی شیخ صنعانی جب اس حال میں بغداد شریف پہنچے تو حضرت غوث اعظم نے آپ پر یہ کرم فرمایا کہ آگے بڑھ کر شیخ صنعانی کو اپنے سینے سے لگا لیا اور ان کی سلب شدہ ولایت دوبارہ انہیں مل گئی پھر حضرت غوث اعظم نے فرمایا کہ اے شیخ صنعانی! میں نے جو یہ اعلان کیا کہ میرا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے تو میں نے اپنی طرف سے اعلان نہیں کیا تھا بلکہ خدا کی طرف سے میں یہ کہنے پر مامور کیا گیا تھا تم نے اس کا انکار کیا اس لیے تم خدا کی طرف سے ایسے خطرناک عتاب میں مبتلا کیے گئے اس کے بعد حضور غوث اعظم نے انہیں حمام میں بھیج کر غسل کا حکم دیا اور پھر اپنا لباس خاص عطا فرما کر اپنی مسند پر بٹھا کر اپنی نوازشوں سے سرفراز فرمایا۔

(تفریح الخاطر فی مناقب عبد القادر)

حضرت غوث الاعظم نے سیکڑوں میل کی دوری پر شیخ صنعانی کے انکار کو سن لیا انہیں دیکھ لیا پھر انہیں عتاب میں مبتلا کر دیا پھر مریدوں کی فریاد سن کر انہیں عتاب سے نکال لیا یہ ہے اولیاء کی قدرت و طاقت کے

غوث اعظم کی کھڑاؤں

اسی طرح شیخ عبد الحق حریمی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ۳ صفر ۵۵۵ھ کو ہم لوگ حضرت غوثیت مآب کے مدرسہ میں حاضر تھے ہم نے بچشم خود دیکھا کہ حضرت غوث اعظم نے وضو فرمایا اور اپنی گیلی کھڑاؤں کو یکے بعد دیگرے ہوا میں پھینک دیا اور وہ دونوں نظروں سے غائب ہو گئیں کسی کی ہمت نہیں ہوئی کہ کچھ دریافت کرتا سب خاموش رہے ۲۳ دنوں کے بعد بلاد عجم سے ایک قافلہ آیا جس نے آپ کی دونوں کھڑاؤں اور کچھ نذر پیش کی اور ان قافلہ والوں نے

بتایا کہ ہم لوگ ایک جنگل میں تھے کہ ناگہاں ڈاکوؤں نے ہم پر حملہ کر دیا ہمارے
چند آدمی مارے گئے اور ڈاکوؤں نے ہمارے قافلہ کو لوٹنا شروع کر دیا جب
ہم لوگ مقابلہ سے لاچار ہو گئے تو ہم نے بلند آواز سے یہ کہا اَغِثْنِیْ یا شیخ
عبد القادر،، اور کچھ نذر بھی مان لی اس کے بعد ناگہاں جنگل میں ایک خوفناک
آواز آئی جس سے سارا جنگل دہل گیا اور یہ کھڑاؤں ڈاکوؤں کے سردار کے سر
پر لگی اور وہ فوراً ہی ہلاک ہو گیا پھر دوسری کھڑاؤں بھی ایک بڑے ڈاکو کے
سر پر لگی اور وہ بھی مر گیا ڈاکوؤں پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ وہ ہمارا سارا
مال چھوڑ کر فرار ہو گئے ہم نے کھڑاؤں کو دیکھا تو وہ گیلی تھی (بہجۃ الاسرار)

فائدہ یہ واقعہ دلیل ہے کہ سیکڑوں میل دور سے فریادی کی پکار
کو جناب غوثیت مآب نے سن لیا اور پھر حملہ آور ڈاکوؤں
کو دیکھ بھی لیا کہ وہ کہاں ہیں؟ پھر اتنی دور سے اپنی کھڑاؤں سے مار کر انہیں
ہلاک کر دیا یقیناً یہ اسی آنکھ کان اور ہاتھ کے کارنامے ہیں جن میں حضرت حق
جل مجدہٗ کی طاقت و قدرت کی جلوہ فرمائی ہے۔
یعنی حدیث قدسی کے عین مطابق ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں
بندے کا ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان وغیرہ بن جاتا ہوں یعنی جلوہ ہائے حق ان
سرایت کر جاتے ہیں تو یَسْمَعُ القریب والبعید (قریب و بعید کو برابر
دیکھتا ہے (کبیر) وغیرہ وغیرہ)

ابدال سے استمداد کا ثبوت

شریعت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں رجال
الغیب سے استمداد کا حکم ہے

کرامات کی برکات

منکرین اولیاء کی بدقسمتی سمجھیے یا انجام کی بربادی کہ وہ توحید کے نشہ میں اسلام کے اہم عقائد کا انکار کر جاتے ہیں حالانکہ ان عقائد کا ماننا عین اسلام بلکہ کفر کی تاریکی سے نور ایمان کی طرف پہونچنے کا سبب ہے چند پیچ ملاحظہ ہو۔

مردہ زندہ ہو گیا

اسرار السالکین میں منقول ہے کہ ایک دن حضرت غوث پاک راستے میں جاتے تھے دیکھتے کیا ہیں کہ ایک محمدی اور ایک عیسائی باہم جھگڑا کرتے ہیں محمدی حضور کو افضل کہتا تھا عیسائی حضرت عیسیٰؑ کو بہتر بتاتا تھا جناب غوث پاک نے عیسائی سے پوچھا کہ تمہاری نبی کس وجہ سے فضیلت رکھتے ہیں عیسائی نے کہا کہ ہمارے رسول مردوں کو زندہ کرتے تھے آپ نے فرمایا میں آپ کی امت سے ایک ادنے شخص ہوں جس مردے کو کہو زندہ کردوں وہ عیسائی آپ کو ایک پرانی قبر پر لے گیا کہ اس کا مردہ بالکل بوسیدہ ہو گیا تھا اور ہڈیاں بالکل سڑ گئی تھیں آپ نے فرمایا یہ قبر ایک قوال کی ہے اگر تیرا جی چاہے تو یہ قوال اپنی گور سے گاتا ہوا اٹھے اس عیسائی نے کہا یہ تو اور بھی خوب ہو پس آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ یعنی اٹھ کھڑا ہو اللہ کے حکم سے بمجرد فرمانے کے قبر شق ہو گئی اور مردہ قوال گاتا ہوا نکل آیا اور عیسائی سے کہنے لگا اے عیسائی تو نے حضرت کو کیوں تکلیف دی ہے اور اب کیوں نہیں کہتا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ عیسائی یہ کرامت حضرت غوث پاک کی دیکھ کر اور اس قوال کی گفتگو سن کر پڑھنے لگا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ

رَسُوْلُ اللّٰہ مسلمان ہو کہ خدام والا یں داخل ہو کر اولیائے کرام سے ہوا

لطیفہ :۔ بہاول پور کے منکرین اولیاء سے عیسائیوں نے سوال کیا کہ عیسٰی علیہ السّلام نے مردے زندہ کئے تمہارے نبی علیہ السّلام نے کون سے مردے زندہ کئے منکرین سے جواب نہ بن سکا فقیر کی طرف رجوع کیا تو فقیر نے مذکورہ کرامت عیسائیوں کے پادری کو لکھ کر بھیجی اور اس کا جواب طلب کیا تو پادری ہکا بکا رہ گیا بار بار کے مطالبہ کے باوجود یہی جواب ملتا کہ سوال ہم نے مرکز کو بھیجا ہے جو جواب نہ آئیگا

بتائیگا۔ مدت بیت گئی ان کے نہ جواب بن سکا نہ مجھے اطلاع ملی۔

ابدال سے استمداد کا ثبوت

شریعت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام) میں رجال الغیب سے استمداد کا حکم ہے۔

روایت اعینونی عباد اللّٰہ شاہد ہے

حدیث ۷:۔ ابن السنی عبداللہ بن مسعود اور بزاز عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی ہے کہ حضور علیہ السّلام فرماتے ہیں:۔

اذا انفلتت دابۃ احدکم بارض فلاۃ فلیناد یا عباد اللّٰہ احبسوا فان للّٰہ تعالیٰ عبادا فی الارض تحبسہ۔

(ترجمہ) جب تم میں کسی کا جانور جنگل میں چھوٹ جائے تو چاہیے یوں ندا کرے اے خدا کے بندو روک لو کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے زمین میں ہیں جو اسے روک لیں گے۔

بزاز کی روایت میں ہے کہ یوں کہے۔

اعینوا یا عباد اللّٰہ مدد کرو اے خدا کے بندو۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان لفظوں کے بعد رحمکم اللہ اور زیادہ فرماتے۔

(رواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اذکار فرماتے ہیں ہمارے بعض اساتذہ نے کہ عالم کبیر تھے ایسا ہی کیا چھوٹا ہوا جانور فوراً رک گیا۔

اور فرماتے ہیں ایک بار ہمارا جانور چھوٹ گیا لوگ عاجز آئے ہاتھ نہ لگا میں نے یہی کلمہ کہا فوراً رک گیا جس کا اس کہنے کے سوا کوئی سبب نہ تھا۔

(نقلہ سیدی علی القاری فی الحرز الثمین)

(حدیث نمبر ۲) امام طبرانی سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے راوی حضور پرنور سید العلمین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اذا ضل احدکم شیئا	جب تم میں کوئی شخص سنسان
واراد عونا وھو بارض	جگہ میں بہلے بھولے یا کوئی چیز
لیس بھا انیس فلیقل	گم کرے اور مدد مانگنی چاہے تو
یا عباد اللّٰہ اعینونی	یوں کہے اے اللہ کے بندو میری
یا عباد اللّٰہ اعینونی	مدد کرو کہ اللہ کے بندو میری
یا عباد اللّٰہ اعینونی	کرو اے اللہ کے بندو میری مدد
فان للّٰہ عبادا لا یراھم	کرو کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں

یہ نہیں دیکھتا۔

عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں۔

قد جربت ذالک بالیقین — یہ بات آزمائی ہوئی ہے۔

(رواہ الطبرانی)

فوائد

(۱) فاضل علی قاری علامہ میرک سے وہ بعض علمائے ثقات سے ناقل ھذا حدیث حسن یہ حدیث حسن ہے

(۲) فرمایا مسافروں کو اس کی ضرورت ہے۔

(۳) فرمایا مشائخ کرام قدست اسرارہم سے مروی ہوا انہ مجرب قرن بہ النجح یہ مجرب ہے اور مراد ملنی اس کے ساتھ مقرون

(ذکرہ فی الحرز الثمین)

(۴) ان احادیث میں جن بندگان خدا کو وقت حاجت پکارنے اور ان سے دعا مانگنے کا صاف حکم ہے وہ ابدال ہیں کہ ایک قسم ہے اولیائے کرام سے قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم وافاض علینا انوارھم یہی قول اظہر واشہر ہے کما نص علیہ فی الحرز الثمین۔

(۵) ممکن ہے کہ ملائکہ یا مسلمان صالح جن مراد ہوں جو بھی ہو ایسے توسل وندا کو شرک وحرام اور منافی توکل واخلاص جاننا معاذ اللہ شرع شریف کے ساتھ استہزاء کرنا ہے۔

سوال

جس حدیث کو تم نے دلیل بنایا ہے وہ ضعیف ہے چنانچہ مولانا قطب الدین نے ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین میں لکھا ہے کہ اس حدیث کے راویوں میں سے عتبہ بن غزوان مجہول الحال تقوی اور عدالت اس کی معلوم نہیں جیسا کہ کہا ہے تقریب میں کہ نام ایک کتاب کا ہے اسماء الرجال کی کتابوں میں سے

جواب یہ مترجم کی جہالت کی دلیل ہے کیونکہ یہ عتبہ بن غزوان رقاشی طبقۂ ثالثہ سے ہیں جنہیں تقریب میں مجہول الحال اور میزان میں لا یعرف کہا اور اس حدیث کے راوی حضرت عتبہ بن غزوان بن جابر مازنی بدری کہ سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی جلیل القدر مہاجر و مجاہد غزوہ بدر ہیں جن کی جلالت شان سے روشن مہر سے ابین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جہالت کا ثبوت یہ ہے کہ مترجم صاحب دیباچہ ترجمہ میں معترف کہ حرز ثمین اون کے پیش نظر ہے اسی حرز میں یہ عبارت ہے رواۃ الطبرانی عن زید بن علی عن عتبۃ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن نبی اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور جس تقریب کا مترجم نے حوالہ دیا اس میں خاص برابر کی سطر میں یہی ہے جو ہم نے اوپر لکھ دیا ہے پھر کون سی دیانت ہے اور کون سے ایمان کا حصہ ہے کہ ایک جلیل القدر اور رفیع الشان صحابی کو بیک جنبشِ قلم درجہ صحابیت سے خارج کر کے ثقہ ثالثہ میں ڈالا جائے اور پھر انہیں مردود الروایت اور مجہول الحالت والدیانت گردانا جائے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

انتباہ افسوس ہے کہ مخالفین ایسے جاہلوں کو اپنے اکابر اور زمانہ کے بڑے علامہ بلکہ امام گردانتے ہیں۔

۶/ خلاصہ یہ کہ یہ حدیث شریف جیسے خیر القرون سے ہمارے اکابر محدثین اور اسلاف صالحین مجرب چلی آرہی ہے آج بھی اس کا تجربہ کیا جا چکا ہے اگر کوئی صاحب تجربہ کرنا چاہیں تو حدیث پاک کا ارشاد گرامی موجود ہے آزمائیے لیکن منکر وہ تو مجبور ہے اوّلاً تو وہ اس خطاب کو شرک سمجھ کر عمل نہیں کریگا اگر کسی کے کہنے پر کرے اور کام بھی ہو جائے تب بھی کہیگا یہ قضیہ اتفاقیہ ہے

نہ کہ بوسیلہ اولیاء کام ہوا وغیرہ وغیرہ ۔

(۷) ہمیں الحمد للہ قرآن شریف اور حدیث پاک کے ہر حکم پر ایمان ہے اور ہم اپنے مقاصد کا حل اللہ تعالیٰ کی ذات سے بوسیلۂ اولیاء سمجھتے ہیں یہی حکم اسلام کا ہے تاقیامت بلکہ قیامت کے بعد جاری رہے گا ۔

قاعدہ حدیث مذکور متعدد طرق سے مروی ہوئی ہے جیساکہ اوپر ہم نے چند حوالے بھی لکھ دئیے ہیں اور فنِ حدیث کا قاعدہ ہے کہ حدیث شریف متعدد طرق سے مروی ہو تو اگرچہ وہ طرق سب کے سب ضعیف ہوں تب بھی حدیث حسن مغیرہ ہو جاتی ہے اور یہ حدیث پاک متعدد طرق سے مروی بھی ہے اور باصطلاح محدثین حسن مغیرہ بھی ہے اب بھی اگر کوئی اپنے انکار پہ ڈٹا رہے پھر اسے خدا سمجھے ۔

نقد سودا حدیث ابدال پر آج بھی عمل کرنے والے عمل کر کے نقد فائدہ اٹھاتے ہیں تصانیف اہلسنت میں اس حدیث کے تحت بے شمار ایسے واقعات ملتے ہیں جنہوں نے جنگلوں صحراؤں وغیرہ میں جب بھی اعینوا یا عباد اللہ اے اللہ کے بندو مدد کر تو فوراً ان کی مشکل حل ہوتی ہے اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں کوئی بھی بندہ اس حدیث مبارک کے مطابق غیبی بندگان خدا سے کام لے نقد سودا ملیگا اس میں ادھار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

ایک اور تجربہ اذان کا عمل بھی اسی قانون کی ایک کڑی ہے وہ یہ کہ راستہ بھول جانے پر اذان پڑھی جائے تو بھولا ہوا انسان راستہ پالیتا ہے فقیر نے بارہا اسے آزمایا ایک قبل المغرب ہم چند ساتھی لق دق میدان لیکن چارسو جھاڑیوں اور درختوں سے

ڈھکے ہوئے راستہ پر سخت آندھی کی زد میں راستہ بھول گئے فقیر نے اس
حدیث اذان پر عمل کیا تو فوراً ہمارا ایک شناسا سامنے آگیا اور وہ ہمیں صحیح
راستہ پر کھڑا کر کے چلتا بنا
بہر حال اللہ والوں کی یہ مدد نہ شرک ہے نہ اسلامی اصول کے منافی بلکہ حدیث
صحیح کے ارشادات کے عین مطابق اور اسلام ہی اسلام

یہ وہم وگمان بھی نہ

بندگان خدا کی مدد حق تعالیٰ کی مدد ہے

ہو کہ ابدال وغیرہ کی مدد
شرک میں نہ مبتلا کر دے یہ وہم انہیں سے ڈوبتا ہے جو اولیاء اللہ کی مدد
کو غیر غیر کی رٹ لگاتے ہیں حالانکہ قرآن وحدیث کی روشنی میں اور علمائے
امت کے اقوال سے ثابت ہے۔

قرآن مجید!

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوۃِ (پ۲ ع۳)	اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو۔
وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (پ۶ ع۵)	اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔
ھُوَ الَّذِیْ اَیَّدَکَ بِنَصْرِہٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ (پ۱۰ ع۴)	وہی ہے جس نے آپ کو اپنی مدد اور مسلمانوں کے ذریعہ قوت بخشی
یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ؁	اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی اللہ تمہیں ہے اور یہ جتنے مسلمان

تمہارے پیرو ہوئے کافی ہے (پ ۱۰ ع ۴)

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

(پ ۱۰ ع ۱۵)

ان سب آیات طیبات میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے مدد مانگنے کا ثبوت موجود ہے اگر مخلوق میں سے کسی کو باذن اللہ مددگار سمجھنا شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں کبھی بھی اجازت نہ دیتا۔

انبیاء کرام علیہم السلام شرک سے باز رہنے کی تعلیم دیتے ہیں نبی نہ خود شرک کرتا ہے اور نہ ہی اس کی تعلیم دیتا ہے قرآن کریم میں انبیاء علیہم السلام سے بھی مخلوق خدا سے مدد مانگنے کا ثبوت موجود ہے۔

جیسا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا۔

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰهِ اللہ کی طرف میری مدد کرنے والا کون ہے۔

تو حواریوں کا جواب قرآن کریم میں ان الفاظ میں درج ہے۔

قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ حواریوں نے کہا ہم مدد کریں گے

اللّٰهِ (پ ۳ ع ۳) اللہ کے دین کی مخلوق میں ہے

حضرت موسٰے علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے اپنے بوجھ اٹھانے والے اور مددگار کے لیے عرض کیا اور اس میں اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کا نام عرض کیا۔

قرآن حکیم میں ہے

وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اور میرے لیے گھر والوں میں

اَھْلِیْ ھَارُوْنَ اَخِیْ اشْدُدْ بِہٖ اَزْرِیْ — سے ایک وزیر کر دے وہ کون میرا بھائی ہارون اس سے میری کمر مضبوط کر (پ ۱۶ ع ۶)

دونوں انبیاء کرام علیہم السّلام سے مخلوق ہیں سے مددگار ہونے کا ثبوت عیاں ہے اگر شرک ہوتا تو کبھی بھی مخلوق سے مدد نہ مانگتے اگرچہ آیات قرآنی میں باذن اللہ یا عطاء الٰہی کا لفظ نہیں مگر یہ اہل علم کا فرض ہے کہ وہ عوام کو بتائیں کہ حقیقی مددگار اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ سے عیاں ہے اور باذن اللہ اور بعطاء الٰہی مخلوق ہیں سے بھی مددگار ہیں جیسا کہ مندرجہ بالا آیات طیّبات سے عیاں ہے مگر دیوبندی وہابی اس تعریف کو پیش کیے بغیر شرک کی رٹ لگاتے رہتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو پریشان کر کے ملک کی فضا کو مکدّر کرتے ہیں جو کہ اسلامی اور اخلاقی لحاظ سے مجرم ہیں

انبیاء کرام علیہم السّلام کا مخلوق سے مدد مانگنا تو ایک طرف رہا اللہ تعالیٰ نے خود جبرائیل اور صالح مومنین کا مددگار ہونا بیان فرمایا ہے۔

فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَہِیْرٌ — تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے تیسرے پارے میں جبریل علیہ السّلام سے حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کی مدد کرنے کا ذکر اس طرح فرمایا ہے۔

وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ — اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسےٰ

الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ط — کو کھلی نشانیاں دیں اور پاکیزہ روح سے اس کی مدد کی۔

(پ ۳ ع ۱)

روح قدس جبریل امین ہے جو کہ فرشتہ ہے بلکہ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اگر مخلوق کا مدد کرنا شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی ان کا اظہار نہ فرماتا

حدیث حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو کہ صحابی رسول ہیں اور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درباری نعت خوان ہیں جب بارگاہ نبوت میں انہوں نے اپنا قصیدہ نعتیہ پیش کیا۔ حضرت محمد مصطفےٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے خوشی میں آکر ان کیلئے جو دعا فرمائی وہ بھی مسلک حق اہلسنت وجماعت کے عقیدہ کی حقانیت کی بیّن دلیل ہے وہ دعائیہ جملہ یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ہ اے اللہ اس کی روح قدس جبریل سے مدد فرما (صحیح بخاری)

اقوال العلماء (۱) امام المفسرین فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے تفسیر کبیر میں وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً = آیۂ کریمہ کے تحت سید المفسرین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت درج فرمائی ہے کہ جو جنگل میں پھنس جائے تو کہے اَعِیْنُوْنِیْ عِبَادَ اللّٰہِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ اللہ کے بندو میری مدد کرو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔

فائدہ آیات قرآنی اور احادیث شریفہ کی روشنی میں مخلوق سے مدد مانگنے کا جواز واضح ہے حضور سیدنا

غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے اور مقرب ہوتے ہیں تو کسی کو کلام نہیں ہوگا جب واقعی وہ مقبول ہیں تو پھر ان کو مددگار سمجھنا اور مدد کے لیے پکارنا کیسے شرک ہوگا۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی امداد کا نقد سودا

صلوٰۃ الاسرار یا نماز غوثیہ ایک مجرد عمل ہے جس نے خلوص قلب سے اس پر عمل کیا کامیاب ہوا۔

بہجۃ الاسرار اور تکملہ یافعی میں لکھا ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو شخص مصیبت میں مجھے پکارتا ہے میں اس سے اس کی مصیبت کو رفع کروں گا اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کر مجھے پکارتا ہے میں اس کی سختی کو دور کرتا ہوں جو اپنی کسی حاجت کے وقت میرے وسیلے سے خدا سے دعا مانگے اس کی حاجت پوری ہوگی اور جو شخص دو رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے پھر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے پھر گیارہ قدم بغداد کی طرف چلے اور میرا نام لے کر اپنی حاجت بیان کرے اس کی حاجت پوری کی جائے گی آپ کا ارشاد ختم ہوا اب مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں) کہ میں نماز حاجت پڑھنے والے کے لیے اس کی کیفیت ذرہ تفصیلاً بیان کرتا ہوں وہ یوں کہ نمازی اس طرح نیت کرے دو رکعت نماز صلوٰۃ الاسرار یا صلوۃ قضاء حاجت عبادت اللہ کی طرف قبلہ شریف کے اللہ اکبر پھر سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے اور اس طرح دوسری رکعت میں بھی پڑھے پھر سلام پھرنے کے بعد سجدہ میں جاکر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھنے کے بعد یہ کہے دیا یا شیخ الثقلین یا

یا قطب الربانی یا غوث الصمدانی یا محبوب السبحانی یا محی الدین ابا محمد السید عبدالقادر الجیلانی اغثنی وامددنی فی قضاء حاجتی ہذہ یا قاضی الحاجات) پھر کھڑے ہوکر گیارہ قدم بغداد کی طرف چلے اور ہر قدم کے ساتھ یہ کلمات پڑھے (یا شیخ الثقلین یا قطب الربانی یا غوث الصمدانی یا محبوب السبحانی ابا محمد السید عبدالقادر الجیلانی) پھر اپنے داہنے پاؤں کو بائیں پاؤں پر رکھ کر اولاً گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے پھر سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص اور اذا جاء نصر اللہ ہر ایک گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے پھر یہ کہے دیا جنود اللہ یا عباد اللہ اغیثونی وامددنی فی قضاء حاجتی ہذہ یا قاضی الحاجات آمین آمین یا شیخ الثقلین۔

یا قطب الربانی یا غوث الصمدانی یا محبوب السبحانی یا محی الدین ابا محمد السید عبدالقادر جیلانی) پھر مراقبہ کرنے اور نماز کی جگہ بیٹھ کر ایک سو آٹھ بار کلمہ توحید پڑھے پھر سجدے میں جاکر یہ پڑھے (یا روح القدس ویا جنود اللہ یا عباد اللہ اغیثونی وامددنی فی قضاء حاجتی ہذہ یا قاضی۔ الحاجات آمین امین،

نوٹ:۔ بہتر یہ نماز شروع کرنے سے پہلے کچھ خوشبو کی دھونی دکھلائے پھر گیارہ مساکین کو صدقہ دے (تفریح الخاطر)

آخر میں ایک حوالہ پیش کرکے بحث ختم کرتا ہوں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ جو کہ دیوبندی وہابی اور اہلسنت وجماعت حضرات کے نزدیک مستند شخصیت ہیں انہوں نے اپنی تفسیر فتح العزیز میں اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ آیتہ شریفہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے اس فرق کو نمایاں بیان کیا ہے جس سے ہر قسم کے شبہات اور شکوک دور

ہو جاتے ہیں وہ تفسیر پیش خدمت ہے تاکہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ بھی واضح ہو جاتے۔

وایںجا باید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد براں غیر باشد واورا مظہر عون الٰہی نداند حرام است واگر التفات محض بجانب حق است وا ورا یکے از مظاہر عون دانستہ ونظر بکارخانہ اسباب وحکمت اور تعالیٰ درآن نمودہ بغیر استعانت ظاہر نماید دور از عرفان نخواہد بود در شرع نیز جائز وروا است انبیاء واولیاء ایں نوع استعانت بغیر کردہ اند درحقیقت ایں نوعِ استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق است لاغیر۔

یہاں سمجھنا چاہیے کہ غیر خدا سے اس پر بھروسہ کرتے ہوئے اور اسے مظہر امدادِ الٰہی نہ جانتے ہوئے مدد مانگنا حرام ہے لیکن اگر بباطن حق تعالیٰ کی طرف توجہ ہو تو ان سے مظہر ذات الٰہی جانتے ہوئے اور اسباب وحکمت الٰہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر غیر خدا سے ظاہری امداد طلب کی جائے تو یہ بعید از عرفانِ الٰہی نہیں یہ امر شریعت میں بھی جائز اور روا ہے اس قسم کی استعانت بہ غیر نہیں بلکہ استعانت بحق تعالیٰ ہے۔

(تفسیری عزیزی فارسی ص۸ مطبوعہ دہلی)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والقمر اذا انشق کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

بعضے اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ تکمیل ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند دریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ و

بعض اولیاء اللہ جنہیں اللہ تعالےٰ نے محض اپنے بندوں کی ہدایت و ارشاد کے لیے پیدا فرمایا ہے ان کو

استغراق آنہا بجہت کمال وسعت
تدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی
گردد اویسیاں تحصیل کمالات باطنی
وزانہا مے نمائید وارباب حاجات و
مطالب حل مشکلات خود از انہا مے
طلبند مے یابند وزبانِ حال دراں
وقت ہم مترنم بایں مقالات است
من آیم بجاں گرتو آئی بہ تن

اس حالت میں بھی اس عالم کے تصرف
کا حکم ہوا ہے اور اس متوجہ ہونے سے
ان کا استغراق بوجہ کمال وسعت
تدارک انہیں روکتا نہیں اور اویسی
طریقہ کے لوگ باطنی کمالات انہی سے
حاصل کرتے ہیں حاجتمند اور اہل
غرض لوگ اپنی مشکلات کا حل انہی سے
چاہتے ہیں اور جو چاہتے ہیں وہ پاتے
بھی ہیں اور زبانِ حال سے یہ گیت گاتے ہیں۔

من آیم بجاں گرتو آئی بہ تن

اگر تم میری طرف بدن سے آؤ گے تو میں تمہاری طرف جان سے آؤں گا

(تفسیر عزیزی)

اس موضوع کی مزید تحقیق فقیر کی کتاب نور الصدور فی الاستمداد باہل القبور“ کا مطالعہ کیجئے۔

ابدال بننے کے وظیفے

معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص ہر روز (یہ دعا پڑھے) اے اللہم رحم امۃ محمد اے اللہ امت محمد پر رحم فرما اللہ تعالیٰ اس کو ابدال میں لکھ دے روایت کیا اس کو مواہب جلد اول ۴۲ میں زرقانی ص ۱۰۴ والحاوی للفتاوی ۵ ص ۲)

قال من قال فی کل یوم عشر مرات اللہم اصلح امۃ محمد اللہم فرج عن امۃ محمد اللہم ارحم

اُمَّةَ مُحَمَّدٍ كُتِبَ مِنَ الْاَبْدَالِ

(رَوَاهُ فِی الْحِلْیَةِ کَذَا فِی الْمَوَاهِب) (زرقانی ص ۴۹)

ترجمہ! حضرت معروف کرخی فرماتے ہیں جو شخص ہر روز دس بار یہ دعا (پڑھے) اے اللہ امتہ محمد کی اصلاح کر اے اللہ امت محمد سے غم دور کر اے اللہ امت محمد پر رحم کر تو وہ ابدال میں لکھا جائیگا۔

انتباہ یہ اس وقت ہے جب منہیات سے اجتناب کرے اور طاعات بجالائے یا یہ مطلب ہے کہ اس کا پڑھنے والا اگرچہ مرتکب کبائر ہو اللہ تعالیٰ اس کو خاص توبہ کی توفیق دیگا حتیٰ کہ وہ ان میں سے ہو جائے گا یعنی ان کا اجر ملے گا نہ حقیقتاً ابدال بن جائیگا ہاں اس کو ان کی مصاحبت حاصل ہو گی اور ان کے ساتھ اس کا حشر ہو گا بعض نے ان کی ایک علامت یہ بھی لکھی ہے کہ ان کے اولاد نہ ہو گی تاکہ وہ اس میں مشغول نہ ہو جائیں ہاں انبیاء علیہم السلام صاحب اولاد تھے مگر ان کی ہستی اعلیٰ و بالا ہے ابدال اس درجہ تک کہاں پہنچ سکتے ہیں (زرقانی)

ھذا آخر ما رقم قلم الفقیر القادری ابو الصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

۱۵ رمضان ۱۴۱۷ھ

(بہاولپور پاکستان)

شیخ الادب ڈاکٹر پیر محمد حسنؒ ارشاد فرماتے ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ادارے قائم ہوتے آئے ہیں ــــ اور ہوتے رہیں گے ــــ ہر ایک کا مقصد الگ اور ہر ایک کا نظریہ جداگانہ ــــ مگر جس مقصد کو لیکر ادارہ معارف نعمانیہ کے اراکین اٹھے ہیں وہ نہایت بلند اور پاکیزہ مقصد ہے ــــ ان کی نیات پاک اور باطن پُرخلوص ہیں۔

اِس دَور میں جدھر نظر دوڑاؤ باطل کی سیاہ کاریاں نظر آئیں گی۔ ان باطل پرستوں کا مطمح نظر حق کو دبانا ہے ــــ اراکینِ ادارہ کے پاس نہ قوت ہے نہ اقتدار کہ باطل کی روک تھام کر سکیں ــــ ان کے پاس صرف ایک بات رہ جاتی ہے ــــ یعنی جہاد بالقلم جسے لے کر وہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور اسی عزم کو لے کر میدانِ عمل میں آئے۔

باطل کے پرستاروں کے پاس ہر قسم کے ذرائع موجود ہیں۔ ان کے پاس نجدیوں کے سیاہ سونے کے سمندر موجود ہیں جن کے دریاؤں کا رُخ ان باطل پرستوں کی طرف مڑا ہوا ہے تاکہ حق کی ضیا پاشیوں کو دبا دیا جائے۔ اراکین ادارہ کے پاس ان کی قوتِ ایمانیہ، دلی ہمدردی، نیک جذبہ اور حمیت وغیرتِ دینی ہے۔ انہوں نے ذاتِ حق پر بھروسہ کرتے ہوئے اُمتِ محمدیہ کو دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی ہے کہ اس نے انہیں ایسے احباب ملا دیئے جو مخیر اور دردِ دل رکھنے والے لوگ ہیں۔ ان احباب نے ہر طرح سے ادارے کیساتھ تعاون کیا اور تا حدِ مقدور مالی اعانت کی۔ بحمد اللہ کہ ادارہ اب مضبوط بُنیادوں پر چل رہا ہے۔ اِس قلیل عرصہ کے اندر جو کامیابی ادارہ کو حاصل ہوئی ہے وہ ادارے کے کردار اور سعی کا بیّن ثبوت ہے۔

اُمید ہے کہ ادارہ اپنے نیک عزائم کو بدستور جاری رکھے گا جس کا اجر دُنیا تو کیا دے سکتی ہے۔ اس کا اجر اللہ کے ہاں ہے اور وہی جزائے موفور دینے والا ہے۔

راولپنڈی۔ ۲۰ فروری ۱۹۹۲ء

محمد حسنؒ